

ماہنامہ

ماہنامہ  
مقام اشاعت :-  
جامع مسجد کھیرہ پنجاب،  
چند سالانہ عرصہ

مقام اشاعت :-

جامع مسجد کھیرہ پنجاب

چند سالانہ عرصہ

جلد ۱ باب تہوی ماہ ۱۳۵۵ مطابق سال ۱۳۵۵ شمسی نمبر ۱

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
۲	مولوی رحمت اللہ صاحب	۱ باب التفسیر
۶	—	۲ باب الحدیث
۸	ماخوذ	۳ تاریخ و عبر
۱۱	مولوی نذیر الحق صاحب میرٹھی	۴ مغرب کی کورانہ تقلید
۱۶	حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنؤی	۵ عقیدہ امامت
۲۱	پیرزادہ مولانا محمد بہا الدین صاحب قاسمی قزوی	۶ خاکساری فتنہ
۳۸	مدیر	۷ معیار صداقت
۳۵	—	۸ جن نظامی اپنے اصلی روپ میں
۳۹	علامہ جوہری طنطاوی	۹ نماز کا مقناطیسی اثر

# بَابُ التَّفْسِيرِ

وَاٰیٰهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ  
قَبْلِكُمْ تَعْلَمُوْنَ ۚ تَتَّقُوْنَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ  
بِنَآءٍ ۚ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ  
فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

لوگو! اپنے رب کی عبادت کیا کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔ تاکہ تم پرہیزگار  
ہو جاؤ جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش اور آسمان کی چھت بنا دی۔ اور آسمان سے پانی برسایا۔  
پھر اس نے تمہارے کھانے کے لئے پھل نکالے۔ پھر کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔  
سب سے پیشتر یہ ضروری تھا کہ پیغمبر کے پیغامِ امامہؑ اور اس کے پیامِ نبی کتاب الہی کی حیثیت کو فروغ کیا جائے  
تاکہ کتاب کی رفعت و مرتبہ و عظمت شان پیدا ہو۔ سو اس کے متعلق سب سے پہلے فرمایا: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ  
لَا رَيْبَ فِیْهِ کہ یہ ایک ایسی کتاب مقدس ہے جس میں کوئی ریب۔ کوئی شبہ اور کوئی شک نہیں۔  
پھر فرمایا کہ عرفان و حقیقت کا یہ منبع نور متعین۔ مومنین۔ قانتین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اور یہ مقدس کتاب  
اسی لوگوں کے لئے ہدایت و راہبری کا موجب ہے جو اپنے اندر تقدس کی طور پر اتھار کا جذبہ رکھتے ہیں صفاتِ  
اور خصوصیاتِ تقرب کے لحاظ سے ایمان بالغیب۔ اقامۃ الصلوٰۃ۔ ایتاء الزکوٰۃ۔ انفاق نے سبیل اللہ سے  
متصف ہیں جب ان مقبول کی نیک ذاتی اور نیک سیرتی واضح فرائض تو ضروری تھا کہ واقعات کا ذکر  
پہلو سے ظاہر کیا جاتا۔ کیونکہ تَقْرِفُ الْاَشْیَاءُ بِالْحَدِّادِ حَا جتنی متعین مومنین کے مقابل میں کافروں متعین  
کے حالات کو ملوث ازہام فرماید طرح طرح کی بلخ تمثیلوں اور اعجاز میں ڈوبے ہوئے تشبیہوں ان  
حالات اور ان کے رویہ کو بے نقاب فرمایا۔ ان کی کج روی۔ دولت پرستی۔ حق شناسی۔ جہالت کفر  
نوازی۔ نفاق پھڑی اور باطل پسندی کو صاف صاف الفاظ میں قابلِ مسخرین ٹھہراتے ہوئے ابتداء  
انتہا۔ اقبل و مابعد اور ماضی مستقبل کے لحاظ سے نتائج بھی درج فرمائے بعض کی فطرت ایسی بخیر ہوئی تھی۔  
جن کی اصلاح و فلاح کی قلفت کوئی امید نہ تھی۔ پھر جلالِ حُشمت کا انہار فرما کر متعین کو تَقْرِفُ الْاَشْیَاءِ

کا اور زیادہ مشتاق بنا دیا۔ بالآخر تمام خدا کی زمین پر چلنے والے متفلس انسانوں کو خطاب فرمایا کہ  
اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ جس نے تم سب کو تاریکی مدم سے عالم وجود میں جلوہ گر کیا ہے

ما نہ بودیم و تقاضا ما نہ بود

لطف تو ناگفتہ مارا سے شنود

یادہ وقت تھا کہ کسی فرد بشر کی قوت متوہمہ بھی سہلے وجود و ایجاد کی توقع نہیں رکھتی تھی۔ یا وہ  
لمحہ آنچہ کار ہم موجودات و کائنات کا ایک رکن رکن شمار ہمنے لگے۔ پھر صرف تم کو نہیں بنایا۔ بلکہ تمہارے  
ابا و جداد کا وجود بھی ہماری غایت کا رہن منت ہے۔ ان کے وجود و ایجاد کی یہی حالت اور یہی کیفیت  
ہے جو تم اپنے تعلق اپنے اندر مشاہدہ کر چکے ہو۔ گویا تم ہی تمام نہیں بلکہ تمہارے سلاسل بھی ہمارے ہی منت  
پر موجود ہیں۔ اس لئے اصولی طریق پر تمہارے ابا و جداد۔ تمہارے سلاسل۔ تمہارے خاندان بلکہ تمہارے  
سب کے سب بنی نوع کی بزم عالم میں رونق افروزی ہم ہی سے ہوئی۔ پھر سب سے بڑا لطف یہ ہے  
کہ ابدال و التحکم نہیں فرمایا بلکہ سب تکم فرمایا۔ تا یہ معلوم ہو کہ جب ہم تمہارے جان و مال جسم  
مدع، ظاہر و باطن، دین و دنیا کی تربیت کرتے ہیں تو پھر فطرتی لحاظ سے تمہیں ہمارے سلسلے مشع و  
خصوص، محض و کسار، مبودیت و شکستہ دل سے پیش آنا چاہیے۔ اور عبادت بھی اس لئے نہیں  
کہ خصلے لم یزل کی ذات بے شل و مثال تمہاری عبادت کی محتاج ہے۔ یا تمہاری عبادت و ریاضت  
کے بغیر ربوبیت کی تکمیل ناممکن ہے۔ معاذ اللہ۔ بلکہ صرف اس لئے کہ ہماری پرستش کرنے والے تسبیح  
بن جائیں۔ کیونکہ جب انسان مہلوت و ریاضت کے باعث خطوہ القدس اور عالم بالا سے تعلق پیدا  
کر لیا۔ تو ضروری ہے کہ مناسبت کے پیش نظر انوار قدسی کا پر تو پڑے اور وہ ایک ایسا جاذب جلوہ  
ہو جو فطرت انسانی کو علم و عرفان کی بند چوٹیوں پر پہنچائے۔ کیونکہ موثر حقیقی کا اثر ایسا نہیں جس سے یہ  
مناسبت پیدا کرنے والا انسان تاثر سے محروم ہے۔

تخلیق انسانی کا فلسفہ | قرآن مقدس نے دوسری جگہ فرمایا۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ کہ انسانی پیدائش و خلقت کا واحد منشا یہ

ہے کہ وہ ہماری عبادت کرے۔ اور باقی موجودات کے متعلق فرمایا۔ خَلَقْتُ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔ کہ خدا نے زمین کی سب پیداوار صرف اور صرف تمہارے منافع و مقاصد کے لئے پیدا کی گئی  
زمین و آسمان اس کے غلام بشجو و حجر اس کے خادم غرض فلک الافلاک سے زمین کی عمیق گہرائیوں تک اور  
ثرسے سے شریک سب کا وجود صرف انسانی منافع کے لئے ہے اور بس۔

تو اب یہ نصب العین نصف الفجار کی طرح واضح ہو گیا کہ انسان کے سوا سب اشیاء کی تخلیق کا مقصد صرف انسانی منافع ہیں۔ اور انسانی پیدائش کا واحد مقصد خدا کے لایزال کی عبادت و پرستش۔

ذراتے الثغاب توجہ سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کتنا بڑا کفرانِ نعمت ہو گا کہ انسان تو ان تمام موجودات سے فائدہ اٹھائے۔ آسمان سے پانی برسے۔ زمینوں کو سرسبز و شاداب کرے۔ زمین اس کے لئے بوستان پیدا کرے۔ زمین اپنی پوری طاقت کے ساتھ غلامی کرے۔ آسمان اپنی استقامت کے ساتھ اپنی ساری گزشتہ اسی کے لئے صرف کرے۔ مگر یہ خلیفۃ اللہ نے الارض کی اولاد اپنی تخلیق کو زمین کے منشاء کو پورا نہ کر کے۔

وہ شخص کس قدر نالائق و ناقابلِ شمار ہو گا۔ جو اپنی زندگی کے نصب العین سے جاہل ہو۔ وہ نہ جانے کہ وہ کیوں آیا؟ کیوں دنیاوی چیزوں پر حکمرانی کی؟ اُس کی تخلیق و تکوین کا سبب کیا ہے؟ اور اُس کی پیدائش و نمود کا باعث کیا؟ اِیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًى

حقیقت یہ ہے کہ اربابِ علم عرفان و اصحابِ عقل و بصیرت ایسے دیوانے شخص کو انسان بھی نہیں سمجھ سکتے۔ بلکہ وہ ایک ایسا شخص ہے جس کو ہیئت کے استیلاء و غلبہ نے بہائم کی صف میں کھڑا کر دیا۔

**معبود کی شناخت** | جب یہ معلوم ہو چکا کہ عبادت ایک نسبتِ شریفہ و رابطہ طیفہ ہے۔ اس کے باعث خالق و مخلوق۔ عابد و معبود۔ ساجد و ساجد کے درمیان ایک گونہ تعلق پیدا ہوتا ہے تو ضروری ہوا کہ اس معبود حقیقی کی شناخت چند صفات کے پردوں میں کرائی جائے۔

۱، وہ معبود حقیقی پرستش کے قابل وہ ذاتِ مقدس ہے جو خالق ہے سلف و خلف، انسان و حیوان، موجودات و کائنات کا۔ اُس نے اپنے فیضِ ابدی اور لطفِ سرمدی سے ان چیزوں کو پڑھ و علم سے عالمِ وجود میں لایا۔ جس نے اس جسم و جانِ جسد و روح کو پیدا کیا وہی معبود حقیقی ہے اور بس۔

۲، اس کا دوسرا مظہر قدرت یہ ہے کہ اُس نے کرۂ ارض کو سیر و فراش کی مانند بچھا دیا۔ جُلپی موز و نیٹ و مناسبیت میں بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ نہ بالکل کھڑے۔ نہ بالکل سنگ سخت نہ بالکل گول اور دھڑور اور بالکل سیدھی اور چوٹی ہر چیز میں توسط و تناسب مد نظر ہے۔

۳، مظاہر قدرت و اختیار میں سے دوسرا نظارہ یہ ہے۔ آسمان کو بغیر ستاروں پر اعتقاد کے چھت بنا دی۔ نہ اعتقاد کی ضرورت اور نہ قوائم کی حاجت!

اور پھر ہی ایک مظہر قدرت نہراہوں لاکھوں کر دڑوں بلکہ لاکھوں مظاہر و مناظر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ سورج کی ضیا پاش کر میں وقتِ مقررہ پر مطلع مشرق سے نکلے لگتی ہیں۔ اور اپنے مخصوص وقت پر

افق مغرب میں غائب ہو جاتی ہیں۔ ابھی سورج اپنی خدمت کو پورا ہی کرتا ہے کہ چاند اپنی پوری استعداد کے ساتھ امر الہی کے موجب سورج سے تنویر حاصل کرتا ہے۔ اور روشنی کو دوسرا جامہ پہنا کر نضا کو روشن کرتا ہے۔ اور چاند کی روشنی اور ضیا پاشی کر نہیں۔ اور صر سنیہ چرخ میں ستاروں کی چشمک۔ چاند نے روشنی کی۔ تو ستاروں نے رہنمائی۔ وَ بِاللَّجِّمِ هُمْ يَحْتَدُونَ رات ختم ہوئی تو سورج کا دوبارہ کا پیغام سناتا ہوا آیا اور خدا کی زمین کو روشن کیا۔ کسی گردش میں دور ہوا تو سردی نے اپنا لطف پیدا کیا۔ اور جب ذرا قریب آیا۔ تو گرمی نے اپنا سماں دکھایا۔

پھر مزید برآں یہ کہ اسی سقف بے ستون سے پانی برساتا ہے۔ پھر پانی بھی بیکا رہ نہیں بلکہ ایسا باکار و مفید مطلب کہ تمہارا رزق اُسی کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔

آخر میں فرمایا کہ جب ہم اے یہ صفات ہیں۔ اور یہ خصوصیات اور جب تمہارا ابقاء و افناء موت و حیات، رزق اور کس کے وسائل سب کے سب تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ اور تمام کارخانہ عالم ہماری تقدیر کے سامنے سب رنگوں ہے۔ یہ جانتے ہوئے انسانی دماغ کو کب یہ مناسب ہے کہ وہ ایسی ذات بے ہمتا کا شریک بھٹیرائے۔ بلکہ وہ ہماری اور صرف ہماری عبادت کرے۔ اوبس۔ بس لئے حضرت ابوالحسن نووی نے فرمایا۔ کہ خداوند تعالیٰ پوچھیں گے۔ من زابوہم تو کرا بودی؟

## حزب الاسلام کا عظیم و الشان سالانہ جلسہ

۲۱، ۲۲، ۲۳ ذوالحجہ مطابق ۱۵، ۱۶، ۱۷ مارچ موافق  
۲۴، ۲۵، ۲۶ بھائگن بڑا جمعہ ہفتہ و اتوار  
بمقام جامع مسجد بھیرہ منعقد ہوگا۔ منیج

باب الحدیث

# علماء کے فرائض

علم چھپانے کے وعید

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم  
علمہ ثم کتمہ الجہنم یوم القیامۃ لجام  
من نامر (احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی)

جس شخص سے کوئی علمی بات پوچھی جائے جو اسے  
معلوم ہے۔ پھر وہ اس کو چھپائے تو قیامت  
کے روز اس کے دُمنہ میں، آگ کی لگام دی  
جائے گی۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم من تعلیم علما  
ما یبغی بہ وجہ اللہ لا یتعلمہ الا  
لیصیب بہ من ضامن الدنیا والآخرۃ  
عرف الجنة یوم القیامۃ

جو شخص ایسا علم کہ اس سے اللہ کی رضا طلب کی  
جاتی ہے فقط اس لئے سیکھے کہ دنیا کا سبب  
حاصل کرے۔ وہ جنت کی خوشبو  
قیامت کے دن نہ سونگھ سکے گا۔

(احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

عن کعب بن مالک قال قال رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طلب العلم  
لیجاری بہ العلماء اولیادی بہ  
السفہاء اویصرف بہ وجوہ الناس الیہ  
ادخلہ اللہ النار (ترمذی)

جو شخص اس واسطے علم طلب کرے گا۔ کہ اُس  
سے عالموں کا مقابلہ کرے۔ یا اپنی طرف لوگوں  
کو متوجہ کرے۔ اللہ اس کو دوزخ میں  
داخل کرے گا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افقی  
بغیر علم کان اثمہ علی من افتاکہ ومن  
اشار علی اخیه بامر یحلیم ان الرشد  
فی غیرہ فقد خانہ (ابوداؤد)

جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دیگا۔ تو اس کا  
گناہ فتوے دینے والے پر ہوگا۔ اور جو شخص  
اپنے بھائی کو ایسے امر کی طرف اشارہ کرے جس  
کے متعلق وہ جانتا ہے کہ ہدایت اس کے خلاف ہے  
تو وہ اُس کی خیانت کرتا ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم مثل علم لا  
یتنفع بہ کمثل کنز لا ینفق منہ  
فی سبیل اللہ (احمد واری)

عن ابن مسعودؓ قال سمعت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یقول نصر اللہ امرأ سمع منا شیاً  
فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ أدمی  
لہ من سامع (ترمذی - ابن ماجہ)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم بلغوا منی ولوایۃ وحد ثوا  
عن بنی اسرائیل ولا ھوج و من  
کذب علی متعلداً فلیتوا متعلداً  
من الناس (بخاری - عن عبد اللہ بن عمر)  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم من قال فی القدرات بدایہ  
ناصاب فقد اخطا

(ترمذی - ابو داؤد)

وہ مسلم جس سے نفع حاصل نہ ہو۔ اس خزانے  
کی طرح ہے جس میں سے خدا کے راستہ  
میں خرچ نہ کیا جائے۔

اللہ اس شخص کو بہت دسروں سے جوہم سے  
کوئی بات سیکر جس طرح سن اسی طرح پہنچا  
دے پس بہت سے وہ لوگ ہیں جو بچے سننے  
والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں

حفصہ نے فرمایا کہ میری جانب سے لوگوں  
تک احکام پہنچاؤ۔ اگرچہ ایک ہی آیت کیوں  
نہ ہو۔ اور بنی اسرائیل کی باتیں بیان کر دے۔ کوئی  
قرع نہیں۔ اور جو شخص مجھ پر قصداً افترا  
کرے گا۔ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔  
جو شخص قرآن شریف میں اپنی رائے  
سے کچھ کہے۔ اور وہ تفاق سے لکھیں ہو  
تو بھی خطا ہے :

## احتذار

حضرت مدیر صاحب مدظلہ کی غیر حاضری کی وجہ سے اس دفعہ رسالہ مکمل شائع  
نہیں ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ماہ کا رسالہ نہایت دلچسپ ہوگا۔  
غلام حسین نیچر

# تاریخ و عبر

جب ۱۰۹۹ء مطابق ۴۹۱ھ میں عیسائیوں نے یروشلم پر فتح پائی۔ تو مغلوب مسلمان عورتوں بچوں اور بوڑھوں کے ساتھ انہوں نے جو ظالمانہ اور حسرت ناک سلوک کیا۔ تہذیب آج تک اس پر رورہی ہے۔ یہ دردناک کیفیت عیسائی اور مسلمان مورخوں نے صلیبی جنگوں کے بیان میں بوضاحت لکھی ہے۔ ایک فرانسیسی مورخ مچا دکھتا ہے۔ کہ لگی کوچوں گھروں مسجدوں اور خانقاہوں میں جس جگہ بھی مسلمان نظر آئے ان کا قتل عام شروع ہو گیا۔ عیسائی مسجد عطر پر قابض ہو گئے۔ تو دیکھا کہ وہ مسلمان عورتوں بچوں اور بوڑھوں سے کچا کھج بھری ہوئی ہے عیسائی سوار اور پیادے اس میں داخل ہو گئے۔ اس وحشتناک منہگامہ کے درمیان سوائے گریہ وزاری اور موت کی چیخوں کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ ریمینڈی انگلیس کا یہ چشم دید واقعہ ہے کہ مسجد کے اندر عیسائیوں کے گھوڑے خون میں گھٹنوں تک ڈوبے ہوئے تھے۔ اور بیت المقدس کے گلی کوچے اور محاذ مسلمانوں کی جگہ گور و کفن لاشوں سے اٹے پڑے تھے۔ بقایا مسلمانوں کے لئے تیسرے دن کی کونسل نے موت کا فتویٰ دے دیا۔ مچا دکھتا ہے کہ جب مسلمانوں کو اس حکم کا علم ہوا۔ تو انہوں نے شہر نہا سے کوہِ درموت سے بچنے کی ناکام کوشش کی بعض مسجدوں میں جا گھسے لیکن عیسائیوں نے کہیں بھی پناہ نہ لینے دی۔ لاشوں کے ڈھیر جہکے نظر آ رہے تھے۔ جو مسلمان اس منہگامہ سے بچ گئے۔ ان کو حکم دیا گیا کہ وہ چند قیں کھود کر لاشوں کو دفن کریں۔ تاکہ وہ بائیں پیمای کا خطرہ جاتا رہے مسلمان روتے تھے۔ اور شہیدوں کی لاشوں کو دفن کرتے تھے۔ یہ کام برابر ایک مہفتہ تک جاری رہا۔ مشرقی اور لاطینی مورخ مسلمان مقتولوں کی تعداد بیان کرنے میں متفق ہیں۔ کہ ستر ہزار مسلمان قتل کئے گئے۔ لگتی کے ان چند مسلمانوں نے جو عیسائیوں کے ہاتھوں بچ کر بھاگ نکلی تھے۔ مسلمانوں کے قہروں میں اس خون ریزی اور ان کی جاگیر خراش مصیبت کی خبر پہنچی تھی۔ دمشق کے قاضی نے خلیفہ کے سامنے اپنی وارسی نوچ لی۔ اور تمام دباری مسلمان یہ المناک واقعات سن کر زار و قطار رونے لگے کمزور خلیفہ بغداد کے پاس سوائے آنسوؤں کے اور کیا تھا۔ تاہم یہ آگ مسلمانوں کے دلوں میں سلگتی رہی۔ ۵۶۸ھ میں ملک عادل نور الدین زنگی کے مسلمانوں



کی تباہی کے حالات سن کر بیت المقدس کو فتح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن موت نے ان کو  
 مہلت نہ دی۔ مسلمانوں کی بہت سی خانہ جنگیوں سے فائدہ اٹھا کر یروشلم کے عیسائی باشندے  
 نے مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ۱۱۵۳ء میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مولیٰ سی  
 لڑائیاں ہوئیں۔ اور آخر میں صلح ہو گئی۔ مگر کرک جو عرب اور فلسطین کی سرحد پر واقع ہے۔ وہاں کا عیسائی  
 رئیس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر حاجیوں کے قافلوں کو لوٹا رہا۔ سلطان صلاح الدین  
 ایوبی نے عیسائی بادشاہ لدون سے ہارم ان زیادتیوں کی شکایت کی مگر اس نے کبھی تسلی بخش  
 جواب نہ دیا۔ تو آخر مجبور ہو کر ہتھیار اٹھائے۔ اور کئی سال متواتر خون ریزیاں کے بعد بروز جمعہ ۴  
 الاول ۵۸۳ھ مسلمانوں نے بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ سلطان صلاح الدین کو عیسائیوں کے وہ  
 مظالم خوب یاد تھے جو انہوں نے بیت المقدس میں داخلہ کے وقت مسلمانوں پر کئے تھے۔ عیسائی  
 بھی اپنے اعمال سے غبرور نہ تھے۔ ان کو بھی طرح طرح کا تھا۔ کہ ان کے بزرگوں نے ہزاروں سال پہلے  
 کس قیامت کے ظلم و ستم مغفوت و مغلوب اور بے گس مسلمانوں کے ساتھ کئے تھے۔ اس لئے ان کو اپنی  
 سیدر و نہ موت اور دولت و رسوائی کا کامل یقین تھا۔ وہ خونیں منظر جہاں شہداء کی لاشیں عرصہ  
 تک بے کفن و گد پڑی رہیں۔ اور وہ بلند اور سنگین دیواریں جہاں سے شیر خوار بچوں کو نیچے پھینکا گیا  
 تھا۔ وہ گھر جہاں عفت و عصمت کی پردہ دری کی گئی۔ اس وقت سلطان المعظم کی آنکھوں کے سامنے  
 تھے۔ مگر اس نے یونانی دور شاہی عیسائیوں کے سوا باقی تمام عیسائیوں کو درخصاصی (غذیہ) بشرح  
 دس دینار فی مرد اور پانچ دینار فی عورت اور ایک دینار فی بچہ ادا کرتے کے بعد یروشلم سے نکل جانا  
 کا حکم دیا۔ عیسائیوں کو ایسے نرم سلوک کی ہرگز ہرگز توقع نہ تھی۔ انہوں نے بہت خوشی منائی۔ کہ جان  
 جان بچی لاکھوں پائے۔ مگر جب مقررہ وقت کے بعد یروشلم سے جلنے کا دیا گیا۔ تو انہوں نے  
 رنج و فکر کی وجہ سے حضرت مسیح کی فرمودہ تبرکو آنسوؤں سے تو کر دیا۔ سلطان ایک تخت پڑھایا  
 عیسائیوں کی روانگی کی کیفیت دیکھ رہا تھا۔ بڑے بڑے شپ اور راہب گرجوں کی قیمتی چیزیں اٹھائے  
 ہوئے ہیں۔ بیت المقدس کی ملک بھی بہت ہی عورتوں کے ہمراہ آئی جن کی گودوں میں بچے تھے۔ اور  
 در ذاک پیچیں مار رہی تھیں۔ ان عورتوں نے سلطان کے قریب آ کر کہا۔ کہ اگر ہم اسے سواندوں کو رہا کر دیا  
 جائے۔ تو ہماری جلا وطنی کی مصیبتیں کم ہو جائیں گی۔

اس صفاک فریاد کا اثر جو سلطان کے دل پر ہوا۔ وہ فرانسسیسی مورخ مجاہد ہی کے الفاظ میں بیان  
 کیا جاتا ہے۔ سلطان نے بچے اٹال کی ماہر کے پاس اور خاوندان کی میوہوں کے پاس پہنچا دیے۔ یہ وہ

لوگ تھے جن کا زہد فدیہ کسی نے ادا نہیں کیا تھا یہ سلطان کے بھائی ملک عادل نے دو ہزار قیدیوں کو زہد فدیہ اپنے پاس سے ادا کر کے اُن کو رہ کر دیا۔ اور اپنے حصہ غنیمت کا ایک ہزار عیسائی غلام اور محال کیا۔ اور کمال فیاضی سے ان سب کو رہ کر دیا۔

سلطان نے کہا کہ میرے بھائی نے خیرات دی ہے۔ میں یہ خیرات تراہوں کہ تمام مسحر آدمی آزاد کر دیتے جائیں۔ علاوہ ازیں غریبوں اور یتیموں کی ایک بہت بڑی جماعت کو آزادی کی نعمت عطا کی کیا ایسے دشمنوں کے ساتھ اور ایسے خونخوار اور بے رحم دشمنوں کے ساتھ جنہوں نے عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کر دیا ہو۔ اس قسم کی فیاضی ایسے حسم انصاف اور ایسے نیک سلوک کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ اسلام نے خاتمہ جنگ پر خونریزی کی اجازت نہیں دی جب قتلہ کا استیصال ہو جائے۔ تو اسیران جنگ نہ قید رہ سکتے ہیں۔ نہ انہیں بلا وجہ قتل کیا جاسکتا ہے۔ سلطان نے وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا۔ اور عیسائیوں کو معاف کر کے اسلام کی شان و شوکت و رفعت میں چارچاند لگا دیئے۔

سلطان عبدالرحیم اولیٰ مصر و شام کی وسیع اور زرخیز سلطنتوں کا مالک تھا لیکن جب اس کا انتقال ہوتا ہے۔ تو اس کے خزانہ سے صرف ۴۷ درہم ناصری اور ایک دنیا دار نکلتا۔ اور مایوت و کفن و شوق کا ایک نامور قاضی ہتیا کرتا ہے جس نے رزقِ حلال سے اپنی محنت مزدوری سے یہ چیزیں ہتیا کی تھیں۔ (را خود)

## تصنیفات اسی

۱) دنیا کے غرائب جدیدہ پر ایک نظر (کاویہ جلد اول قیمت ۴۰) یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ مزرائیت کے اصول اور عقاید پر بحث کرتی ہے۔ صرف چند نسخے باقی رہ گئے ہیں (۲) عہد حاضر کے تیس مدعیان نبوت کے تاریخی حالات (کاویہ جلد دوم قیمت ۴۰) اس میں خصوصیت کے ساتھ سید علی محمد باب بہاء اللہ مسیح ایرانی کی مفصل سوانح عمری بیان کرنے کے بعد مسیح الارض قادیان مرزا کی کئی سوانح عمری بھی درج ہے۔ باقی مدعیان نبوت کے مذہبی عقاید کے ساتھ ساتھ مزرائیت کے اصول و عقاید کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ ناظرین دیکھ کر غور فرمید کر سکتے ہیں کہ مزرائیت بھائی مذہب کی ایک شاخ ہے۔

۳) کتاب العرف جدیدہ (عربی) گراں قیمت ۸ روپے کتاب النجود یعربی گراں قیمت ۸ روپے ۴) روز الخیر قیمت ۲ روپے ۵) منہ الخیر (عربی) گراں قیمت ۸ روپے ۶) لفتہ باب اول قیمت ۱ روپے ۷) مولا محمد عالم صاحب اسی۔ مدرسۃ المسالین افسر سرور پنجاب

# منہج کی کورانہ تقلید

اسلام ایک ایسا کامل و مکمل اور عقلی و فطری مذہب ہے۔ اور ایک ایسا خزانہ ہے جس پر قبضہ کر کے کائنات ارضی و سماوی کی تخییر کی کنجشیں لے جاتی ہیں۔ وہ دنیا میں آیا ہی اس لئے کہ نئی نوع انسان پر دینی و دنیوی ترقی کے ابواب کھول دے۔ اور اپنے متبعین پر خوش حالی و فائز البالی کا ابر رحمت بن کر رہے۔ اسلام کی اس آفتاب سے زیادہ روشن صداقت پر ہمہ اول کے مسلمانوں کی بے مثال ترقی ثابت ہر عدل ہے۔

لیکن آہ! آج مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ وہ یورپ کی ترقیل کو ملحوظاتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اعلیٰ کی ہر بات کی تقلید کو اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھتے ہیں۔ کاش! ان عقل و خیر و باختر مسلمانوں کو معلوم ہوتا کہ یہ اسلام ہی کے خزانے تو ہیں جن پر قبضہ کر کے یورپ نے ترقی کی ہے۔ یورپ زود اور تفریح آج مسلمانوں کو شرم کرنی چاہیے۔ کہ یورپ تو عروج و ارتقاء کی منازل طے کرنے میں سراسر اسلامی اصول و قوانین کا محتاج ہوا اور اپنے اعتقادی و عملی نہیں تو فطری مسلمان ہونے کا ثبوت ہے۔ لیکن وہ مسلمان ہو کر یورپ کی تقلید کریں۔

**اسلامی تہذیب ایک مستقل تہذیب ہے** { تفریح آج مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں۔ مسلمان بحیثیت ایک مستحضر

مسلمان ہونے کے کسی دوسری تہذیب کو اختیار نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی مسلمان ایسا کرے تو سمجھ لیجئے کہ اس نے اسلام کو سمجھا نہیں۔ اور اسلامی صداقت نے اس کے روح و جسم کو مستحضر نہیں کیا۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام اگرچہ اپنی ایک مستقل تہذیب رکھتا ہے۔ لیکن اسلام میں قدرتاً ایسی لچک موجود ہے۔ جو ہر زمانہ کا ساتھ دے سکتا ہے۔ اسلام کسی دور میں بھی اپنے احوال سے متاثر نہیں ہوا۔ بلکہ اس نے گرد و پیش پر اپنا مستقل رنگ چھڑھایا ہے۔ وہ ہر زمانہ میں حالات کا خالق رہا ہے۔ مخلوق کبھی نہیں بنا۔ اگر اس نے کبھی اپنے گرد و پیش سے کوئی اثر قبل ہی کیا۔ تو محض اتنا جتنا کہ اس میں قدرتاً گنجائش تھی۔ اسلام کی جو ہریت کبھی فنا نہیں ہوئی۔ آج ترکوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اسلام سے دور جا رہے ہیں۔ اگر محض پروپیگنڈا نہیں تو ہم

کہہ سکتے ہیں کہ اگر ترکوں کا سوجھہ اسلام روایتی اسلام سے نظر آتے۔ یا ثابت کیا جاتا ہے۔ تو یہ دینی چیز ہے جس کی اسلام میں خود گنجائش ہے۔ بغیر اسلام ترکوں میں پوری شان کے ساتھ موجود ہے۔ اس کی جو ہریت کبھی فنا نہیں ہو سکتی۔

اگر ترکوں کے آداب دین سے جارحانہ سلوک کی خبریں کچھ حقیقت رکھتی ہیں۔ اور محض یورپ کا پروپیگنڈا نہیں تو ہم بلا خوف تردید کہیں گے کہ اسلام مردم پرستی سے بالاتر ہے۔ دین حق کی عزت ابرو اور اس کی مستقل تہذیب کی شان امانیت کسی فریادوار ایسی سلطان اور کسی قوم کی دین ہمت نہیں اگر نہ اردو امان اللہ اور انکو مصطفیٰ اکملی بھی ملک قوم سے مخوف ہو جائیں۔ تو یہ خود ان کی یا ان کے مفکرین کی قیمتی سے اسلام کو اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ اسلامی تہذیب کا نخرائے امتیاز بستود آسمان سے ٹکرائے مہیگا۔ ہر حال اسلام اپنی ایک مستقل تہذیب رکھتا ہے۔ اگر جوہریت اسلام کو قائم رکھنے سمجھئے اور اس کی قدرتی چلک سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی تہذیب

سے مفید چیزیں اخذ کرتی ہیں تو چنانچہ اس معنائقہ نہ تھا۔ لیکن المناک حقیقت تو یہ ہے کہ جب سے اسلامی تہذیب کے ساتھ مغربی تہذیب کا تقصوم و تمٹھا ہے۔ اس وقت سے نفی اسلام کو ضلع پنچا نے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اتحاد و زاریت کے زہریلے براہیم دلوں اور مغلوں میں پروش پائے ہیں۔ قومی رد بات کو بڑھ گھایا جا رہا ہے۔ شکار اسلام کو خیراد کہا جا رہا ہے۔ اور تفسیر آج مغربی تہذیب کے سامنے بری طرح پست پائے جاتے ہیں۔

اگر مغربی تمدن کی تباہ کاریاں یہی تک رہیں تو زیادہ شور و شین کی ضرورت نہ تھی۔ مگر مغربی تہذیب نے تو اس حلق و روحانیت کا قتل عام کر کے رکھ دیا ہے۔ اس نے مذہبی انہماک۔ بہادرانہ جوش اور متوسط طبقہ کی بلند خیالی خود بینی کے آب سر میں عرق کر دیا ہے۔ ذرا چشم بھیرت داکرو ضمیر کی آزار سنو۔ اور انصاف سے بستلاؤ۔ کہ مغربی تہذیب نے جس خود غرضی۔ ریاکاری۔ نسوانی بناوٹ۔ بے شرمی۔ عریانی۔ بدکاری۔ نیشن پرستی۔ فضول خرچی اور لاد مذہبی کے سوا اور کیا سکھلایا ہے؟ اس نے جاری دینی ولی عزت کو فنا کر دیا۔ اس نے ہم سے خدا پرستی خود داری اور مردانگی کا احساس چھین لیا۔ اور اس نے ہم کو جھوٹا ننگ بنا دیا۔ اگر یہ بات غلط ہے تو بستلاؤ۔ یہ نیشن پرست لاد مذہب نوجوانوں کی بیکار فوج کی فوج اور نیم عریانی اور بے حیا لکیوں و عورتوں کے غولی کے غولی کہل سے پیدا ہوئے۔ اور ہمارے ملک کو

کس چیز نے بے غیرت اور غلام بنا دیا؟

کیا یہ اسلامی تعلیمات اور مشرقی تہذیب کے اثرات ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اسلامی تہذیب تو ان اثرات کے بے موسم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ ہم نے اسلامی تہذیب کے سایہ میں ہزاروں سال تک باوقار زندگی بسر کی ہے ہم صدیوں تک صاحب تخت و تاج رہے ہیں اور اپنی برتری کا ڈٹکے بچا ہے۔ مگر مغربی تہذیب کے سایہ میں سولے نفسی فلاحی بے غیرتی اور غلامی کے کیا حاصل کیا؟

**تقلید مغرب کی مخالفت ہمارا علماء کا سب سے پہلا فرض ہے** پس اس حالت میں کہ ہم نے مغربی

تہذیب سے کیسی۔ البتہ اس سے بے شرمی۔ لادھجی۔ غلامی۔ اندھی تقلید۔ بدکاری اور فضول خرچی ضرور سیکھ لی۔ ہمارے علماء و زعماء کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر قوم کے نوجوانوں کو مغربی تہذیب کی لعنت اور بربادی سے بچانے کی کوشش کریں۔ مگر دئے برحالی ماکہ قوم کے نوجوان تباہی کے غار میں گرے جا رہے ہیں مگر علماء کو اپنے مناظر و فرقہ پرور اندھ گڈوں۔ اور باہمی چیلقتوں ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ قوم جائے بھلائیوں۔ ان کو اپنے اپنے خیالات و عقائد کے تحفظ سے غرض۔

ان حضرات مقدسین کو کون بھما ہے۔ کہ بزرگ باجیک اسلامی نظائر یا تحفظ آپ کا مقدم فرس ہے۔ آپ ہی کا وجود کرامی ہے۔ کہ آپ اس دور الحادیں اسلام کے علم و عمل کی محافظت کا فرض بحسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ مگر آپ کا یہ فرض قوم کی بنیادی اصلاح و تعمیر سے ایک منٹ کے لئے بھی غافل نہیں کر سکتا۔ اسلام کے تحفظ سے جو وقت بچے۔ اس کو قوم کی تعمیر و اصلاح میں خرچ کرنا چاہیے۔ مگر آپ حضرات کی بہت بڑی اکثریت اپنا تمام وقت فضول، لالچ، غیر ضروری، اور فروعی باتوں کی تخریص و تفریق میں گزارتے ہیں۔

**ایک امر باعث مسرت** اس کے ساتھ مجھے اس امر کا بھی اعتراف ہے۔ کہ جہاں ہندوستان کے مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان انگریزی تمدن کی لادھجی

تقلید سے پہنچا ہے۔ وہاں یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ حضرات علماء اور مسلمانانِ حقہ میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جنہوں نے اپنی توجہ اس طرف مبذول کر دی ہے۔ کہ

مسلمانوں کو کس طرح اس مہلک بیماری سے بچایا جاسکتا ہے۔ اور وہ حق الامکان اس چیز کے لئے کوشش بھی کر رہے ہیں۔ اللہ پاک اُن کی کوششوں کو بار آور فرمائیں۔ آمین۔

میرے مذکورہ بالا بیان سے یہ سمجھنا چاہیے کہ میں مسلمانوں کو کورانہ تقلید اور ملایانہ جمود کی طرف لیجانا چاہتا ہوں۔ جو تفریط کا پہلو ہے۔ اور خوب کی اندھی تقلید افراط کا پہلو ہے۔ اور افراط و تفریط ہر امر میں بُری ہے۔ اسلئے میں کیسے ملایانہ جمود کی طرف بلا سکتا ہوں جس نے ایک محدود طبقہ کو گل محمد بنا دیا۔ میں اپنے مدعا کو بالفاظ واضح تر بیان کر دینا چاہتا ہوں۔

**قوموں کی زندگی اور ترقی کا انحصار قبولِ پرہیزگاری** | اس اصول کے تحت یورپ یا دنیا نہیں۔ ہمارے پیغمبر کا ارشاد گرامی ہے کہ حکمت مومن کی ایک گم شدہ دولت ہے وہ جہاں لے آئے لے لینا چاہیے۔ "یسی ارشادِ عالی کی روشنی میں ہمارے اسلاف نے بے شمار مرتبہ اپنی علمی اور برتری کا اعتراف یورپ سے کرایا ہے۔ غرض کہ دوسری قوم سے کوئی مضیبات سیکھنا مسلمان کا علمی و اخلاقی فرض ہے۔ اس فی ظلم و ہنر کی ترقی کا بھی طریقہ ہے۔ لیکن ایسی چیزیں سیکھنے کی قدرت ہے۔ جن سے علم و عمر میں اضافہ ہو۔ اور یا مادی حیثیت سے فائدہ بخش ہوں محض کورانہ تقلید اور ظاہری طرز معاشرت پر یورپ کی پیروی چھوڑیں۔ بوزنہ صفتی اور بے وقوفی ہے۔ تعالیٰ بہت آسان ہے۔ اور ہر شخص کو سبیلوں پہنکر "صاحبِ نما" انسان بن سکتے لیکن سوال یہ ہے کہ اس تعالیٰ کا حاصل کیا ہے؟

قوموں کی زندگی اور ترقی کا انحصار رد و قبول، اخذ و ترک اور تجدید و تاسیس پر ہے یعنی مفید چیزوں کا اخذ کرنا۔ اور مضر چیزوں کو ترک کر دینا۔ اگر غیر قوموں کی تقلید سے یہ فرض نہیں تو غیر قوموں کی تقلید عقل و حسد و باجستگی اور اعلیٰ درجہ کا چھپو رہا ہے۔

ہمارے نوجوان جو بری طرح سیلابِ تجدد میں بہے جاتے ہیں۔ ان کے پیشِ نظر یہ مقصد ہی نہیں کہ وہ یورپ سے کچھ مفید چیزیں لیں۔ بلکہ انہیں تو صرف اُکیر بننا مقصود ہے ایسی حالت میں مسلمانوں کا اپنا نظام معاشرت اور طریق تمدن چھوڑ کر جو قوانین و طرقت کے مطابق خود خدائے قدوس کا مقرر کردہ اور جو آفتابِ نبوت کی روشنی سے منیر ہے۔ جو آبِ حیات

دنیا کی ترقی یافتہ اور متمکن قوموں کے لئے شعلِ ہدایت کا کام ہے رہے ایسا شاندار عالم افروز اور جامع  
دافع نظام معاشرت نظر انداز کر کے زمانہ حال کے وضع کردہ خلاف فطرت نظامِ جاہلے معاشرت سے متاثر ہونا  
نہ صرف باعثِ تعجب اور قابلِ ماتم ہے۔ بلکہ خدا کے ساتھ عداوتی اور اس کے دین کی توہین ہے۔

مسلمان ہونے کے ہم غیروں کے درپہ جبہ سائیکوں پر۔ !!!

قیامت ہے کہ بستانِ تلاشِ بوبیا باں میں

**تفریح مآب مسلمانوں سے خطاب۔** مسلمانو! تمہاری قومیت کا امتیازی وصف تمہاری

اسلامی معاشرت سے ہے۔ تمہاری ترقی اور کامیابی کا راز اس میں مضمر ہے کہ تم ہم قدم پریمانِ نظر آؤ۔

خود فراموش! تمہارے پاس تو جو حکم اور منطیغ دستور العمل ہے جس کی پابندی اور تعمیل سے تمہارے اسلاف

فلکِ عظمت کے ستارے بن چکے تھے۔ یہ خدائی دستور العمل کی پابندی ہی کا نتیجہ تھا۔ عرب کے

خانہ بدوش حکمرانی و جہان بینی کے ایسے ایسے اصول و قوانین چھوڑ گئے جن کی گرد پا کو بھی رسوا۔

کارل مارکس، ڈارکسٹی اور نین جیسے دماغ نہیں پہنچ سکتے۔ یہ انہیں کے روشن خیالات اور

شاندار کارنامے ہیں جو اب زمانہ حال کے متعین و مصلحین کی زبانوں سے حریت و مساوات

اور حقوق انسانی کے الفاظ سن رہے ہیں۔ یاد رکھو۔ تمہاری کتاب مقدس میں تفصیلاً لکھی گئی

موجود ہے۔ پر اگر تم معیار و اجانب کی اندھا دھند تقلید اور نقالی کرنے لگو۔ تو سخت تعجب

اور اندھیری ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلات کا گامِ یہ ہوا۔ کہ آپ کو زمانہ کی روح حیات پہچانی چاہیے۔ دنیا

کے خیالات و حالات سے بقدر ضرورت متاثر اور فیضیاب ہونا چاہیے۔ بیشک نئی حقیقت

چیز حاصل کرو۔ اور پرانی مضر چھوڑ دو۔ اور اپنے اندر ضرورتِ تغیر و اصلاح کی صلاحیت پیدا

کرو۔ مگر تدبیراً اور نہایت خرم و احتیاط کے ساتھ۔ اپنی پچھلی مقومات۔ روایات اور خصوصیات

کو بھی زندہ رکھنا تمہارا فرضِ اولین ہے۔ تمہیں رد و قبول اور اخذ و ترک میں داعی تو اذنِ قائم

رکھنا چاہئے۔ ورنہ یاد رکھو۔ کوئی قوم اپنی مقومات۔ روایات اور خصوصیات کو زندہ نہیں

رہ سکتی۔ تمہیں ضرور ترقی کرنی چاہیے۔ مگر کس بات کا خیال رکھنا چاہیے:-

۵

قدم بڑھو و ترقی کر ضمیر رقلے

ہے رسول کے قدموں میں چلنے کے لئے

# عقیدہ امامت

## شیعہ سنی اختلافات پر ایک زبردست نقض و تبصرہ

(ارشاد مبارک حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی)

بحث امامت و خلافت اگرچہ شیعہ سنی کے اختلافی مسائل میں بنیادی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ بنیادی حیثیت اگر ہے تو ایمان بالقرآن کے مسئلہ کو یا ختم نبوت کو مگر مصلحتاً یہ پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ ابتداء سے آج تک ہر موقر پر یہی مسئلہ آگے رکھا جاتا ہے۔ اور اسی ٹی کی آڑ میں نشانہ بازی کی مشق کی جاتی ہے۔ اس لئے اس وقت اس بحث میں فریقین کے اعتقادات اور ان کے دلائل کا بیان کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی محض اس سے کہ لوگوں کو صحیح معلومات اس بحث کے متعلق حاصل ہو جائیں اور بس شیعہ کہتے ہیں کہ مسئلہ امامت اصول دین میں ہے۔ اور اس مسئلہ کی ایجاد پران کو اس قدر ناز ہے کہ اگر ان کو امامیہ کہا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔

اہلسنت کہتے ہیں کہ شیعوں کا مفروضہ مسئلہ امامت دین الہی کی سخت ترین بگاڑ ہے۔ ایک مسلم کے لئے اس سے زیادہ کوئی عجیب نہیں کہ وہ مسئلہ امامت کا قائل ہو اور اپنے کو امامیہ کہے بیچ ہے۔

شیعہ مسئلہ امامت کی ضرورت کو بڑی طبع سازی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اور سادہ لوحوں کو یہ دکھاتے ہیں کہ انہوں نے بڑی احتیاط سے دینداری کو اختیار کیا ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اگر انھیں کا مثل کوئی موصوم دنیا میں موجود نہ ہو تو لوگوں کو ہدایت کس سے حاصل ہوگی۔ نیز موصوم کی اتباع میں سوا گمراہی کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ غیر موصوم سے ہر وقت خطا کا صادر ہونا ممکن ہے۔ لہذا ضروری ہوا۔ کہ رسول کے بعد ہر زمانے میں قیامت تک ایک موصوم مفترض الطاعت دنیا میں موجود ہے۔ تاکہ سعادت مند لوگ اس سے دین حاصل کریں۔ اور خدا کی حجت بندوں پر قائم رہے۔ اسی موصوم مفترض الطاعت کو جو حضرت میں رسول کا مثل اور مانند ہے انہی کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت

نہجہ اور رسول کی طرح اس کی اطاعت لوگوں پر فرض ہوگا



مک کے لئے خدا کی طرف سے بارہ امام مقرر ہو چکے ہیں۔ اور ہر سویر امام پر کیا خاتمہ ہے۔

**اہلسنت کا نقطہ نگاہ**۔ اہلسنت کا خیال ہے کہ رسول کے دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد ہدایت خلق اللہ کے لئے اور بندوں پر حجت خداوندی قائم رکھنے کے لئے جو چیزیں عبادی میں جو قیامت تک موجود رہیں گی۔ قرآن اور سنت ہیں۔ دو یقین ہیں۔ جن کے اتباع کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے گا۔ اور فرمائے گا کہ ان کے اتباع کرنے سے ہرگز گمراہی تم میں نہ آئیگی۔ یہ بھی فرمائے گا کہ دونوں چیزیں قیامت تک دنیا میں موجود رہیں گی۔ لہذا آپ کے بعد نہ کسی کو آپ کا مثل اور محصور منصوص الطاعت ملنے کی ضرورت اور نہ کسی غیر محصور کے اتباع کی حاجت۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو شاہانہ اقتدار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بن کر دین کے ان بہات کو انجام دیتا ہے جن کی انجام دہی بغیر شاہانہ اقتدار کے نہیں ہو سکتی۔ مگر اس شخص کے معصوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ رسول کی طرح دین کا ماخذ نہیں۔ قرآن و سنت کی سرمدی جس طرح اور مسلمانوں پر فرض ہے۔ بالکل اسی طرح اس شخص پر بھی ہے۔ دین میں ذرہ برابر تغیر تبدیل کرنے کا اس شخص کو اختیار نہیں۔ نہ محصوم کو حلال کر سکتا ہے نہ حلال کو حرام۔ اس شخص کی اطاعت بھی صرف انہیں باتوں میں ضروری ہے۔ جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہوں۔ جیسا کہ آیت اولی الامر میں اس کو صاف ارشاد فرمایا ہے۔ اسی شخص کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔

**اختلافی نوعیت**۔ خلیفہ یا امام کا انتخاب بھی امت کے ذمہ ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے امام نماز کا تقرر مقتدیوں کے ذمہ ہے۔ اگر امت کسی مالا حق شخص کو خلافت کے لئے انتخاب کرے۔ تو گنہگار ہوگی جس طرح مقتدی کسی مالا حق شخص کو امام بنالینے سے گنہگار بنتے ہیں۔ اگر شیعہ کہیں کہ قرآن و سنت نہایت کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اس لئے کہ بہت لوگ ایسے ہونگے جو قرآن و سنت کے مطابق معلوم کرنے کے لئے کسی بیان کرنے والے کے محتاج ہوں گے اور وہ غیر محصوم ہوں گے۔ تو بالکل ان کو غیر محصوم کی اتباع کرنی پڑے گی۔ اور وہی سب خرابیاں لازم آئیں گی۔ جو غیر محصوم کے اتباع میں ہوتی ہیں۔ تو جواب اس نکلیہ ہے کہ اس چیز کو اگر غیر محصوم کا اتباع قرار دیا جائے۔ تو اس سے کسی حال میں ضرر نہیں پہنچتی۔ محصوم کی موجودگی میں بھی یہ کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ محصوم کسی ایک مقام میں ہونگے۔ اس مقام کے جو سب لوگ ہر سرات میں محصوم کی طرف رجوع نہیں کر سکتے۔ اور دوسرے مقامات کے لوگوں کا تو ذکر کیا محالہ ان کو کسی غیر محصوم

سے معصوم کے احکام معلوم کرنا نہیں گئے خواہ وہ معصوم کا نائب ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت علی مرتضیٰ کو خلافت میں حاصل ہوئی۔ پھر بھی وہ کوئی ایسا انتظام نہ کر سکے۔ کہ ہر معاملہ میں لوگ اُن سے ہدایت حاصل کر سکتے رہا۔ خاص کو فہم میں اُن کی طرف سے ایک غیر معصوم قاضی مقرر تھا۔ جو مقدمات نہیں حل کرتا تھا۔ باہر ان کے نائب تھے جو طرزِ طرز کی خیانتیں کرتے تھے۔ اور لوگ بھڑکتے تھے۔ کہ انہی کے احکام عمل میں آئے۔

**اختلافات ائمہ:** آئمہ کی موجودگی میں اصحاب ائمہ میں باہم دینی مسائل میں اختلاف نہ تھا۔ اور وہ اختلاف نزاع کی اس حد تک پہنچتا تھا۔ کہ باہم ترکِ کلام و سلام کی نوبت آجاتی تھی۔ اور کسی طرح اس کا تصفیہ نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ مجتہدین شیعہ کہتے ہیں کہ اصحاب ائمہ پر واجب نہ تھا۔ کہ ائمہ سے یقین حاصل کریں۔ ردِ میوہ احاسان و غریبہ ائمہ کی موجودگی ہی میں غیر معصوم کا اتباع برابر جاری تھا۔ اور اب تو کسی شیعہ کو کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں۔ یکہ قدرت نے اس طرح اُن کے خانہ ساز مسئلہ امامت کو خاک میں ملایا ہے۔ کہ اب بھی کوئی نہ سمجھے تو کس نہ سے خدا کے سامنے جا سکا۔ شیعہ کہتے تھے۔ کہ ہر زمانہ میں ایک معصوم کا موجود ہونا ضروری ہے۔ تاکہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ مگر امام حسن عسکری کے بعد جن کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی۔ آج تک کہ سال ایک ہزار اٹھاسی سال ہوئے۔ کوئی امام معصوم موجود نہیں ہے۔ اور شیعہ بھی غیر معصومین ہی کا اتباع کر رہے ہیں۔ اور روایات ہی پر ان کا بھی عمل ہے۔ اب کوئی پوچھے کہ غیر معصوم کا اتباع کر کے نیک گراہ ہوئے یا نہیں۔ اور روایات ہی پر عمل کرنا کھڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات نے کیا تصدیق کی ہے۔ کہ ان کو چھوڑ کر امام باقر و صادق کی روایات پر عمل کیا جائے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ امام معصوم تو موجود ہیں۔ مگر وہ نظروں سے پوشیدہ ایک غار کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ لیکن جب ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ اور نہ اُن سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ تو ان کا وجود عدم برابر ہے اور پھر اگر ایسا موجود ہونا کافی ہے۔ تو ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنی قبر اقدس و نور میں موجود ہیں اور ایسی زندگی کے ساتھ کہ اس عالم کی کریموں زندگیاں اس پر قربان ہیں۔

ایک طائفہ یہاں پر بھی بیان کر دینا ضروری ہے۔ کہ خدا نے دنیا کا خاتمہ ان بارہویں امام پر رکھا تھا۔ اس لحاظ سے زائد از رائے چوتھی صدی ہجری میں قیامت قائم ہونی ضروری تھی۔ مگر لوگوں کی نافرمانی اور بدکاری کی وجہ سے امام صاحب غائب ہو گئے۔ اور خدا کو ان کی عمر دراز کرنا پڑی۔ اور قیامت کا وقت مل گیا۔ خیر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ خدا کو بلا تو ہوتا ہی رہا ہے۔

**اصل حقیقت:**۔ بانیان مذہب شیعہ کا مقصد اصل دین اسلام کو خراب کرنا تھا۔ اور وہ اسی لئے مسلمانوں

کے لباس میں اگر انہی کا رعبائیاں کر رہے تھے۔ لہذا انہوں نے ایک طرف تو قرآن کو شرف کیا۔ دوسری طرف زیادہ روایتیں قرآن میں ہر قسم کے تحریف کی تصنیف کر لیں۔ اور دوسری طرف قرآن کو بھی اوجھٹا کر کھینچ کر کیا۔ تیسری طرف تمام صحابہ کرام کو کاذب قرار دیا۔ تاکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحراؤں اور تعلیمات پر انہیں کلام کرام سے منقول ہے۔ قابل اعتبار نہ رہیں۔ اور چوتھی طرف یہ کارروائی کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ شخص آپ کے نقل معصوم اور مفروض الطاقہ تجویز کئے۔ اور ان کے اختیارات یہ بیان کئے کہ قصہ بھولوان مایاشاء۔ دن دیکھ صوم مایاشاء۔ دن۔ (اصول کافی صفحہ ۱۷۱) یعنی ائمہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں۔ تاکہ مسلمانوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنا ہو جائے۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ بائین مذہب شیعہ کے اہل تعصوب کو عالم آشکارا کر رہی ہیں۔ غضب خدا کا کہا تو یہ جانتے کہ ہم غیر معصوم کے اتباع سے بچنے کے لئے دوازہ امام کو مانتے ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمتیں چوکے بغیر معصوم سے منقول ہیں اس لئے نہیں لیتے۔ اور پھر غیر معصومین کا اتباع بھی کیا جائے اور غیر معصومین کی نقل کی ہوئی روایات بھی لجا لیں۔ مگر رسول کی نہیں بلکہ ائمہ کی۔ یہ چیز خدا غور کے قابل ہے۔

**قرآن اور امامت** : قرآن مجید کو شرف سے آخیر تک کوئی پشت تو اس کو سینہ طور پر آنتیں اس شخص کو نہیں گی کہ رسول کی اطاعت نجات کے لئے کافی ہے۔ اور رسول ہی کے مبعوث ہونے سے خدا کی حجت قائم ہوتی ہے۔ خدا کی طرف سے رسول ہی کی اطاعت مخفوق پر فرس کی گئی ہے۔ قرآن میں سیدیں سوا رسول کے اور کسی کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت نہیں فرمایا۔ فونہ کے طور پر پشت آنتیں جو قطعہ انبار کے حکم میں ہیں جب ذیل میں ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ  
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاَنْتُمْ تُرْحَمُونَ  
اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ  
سَوَاءٌ لَّكُمْ خَلَفْتُمْ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ  
خَالِدِينَ فِيْهَا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَٰلِمٌ

کہہ دیجئے اے نبی کہ اگر تم دوست رکھتے ہو اللہ کو تو میری پیروی کرو۔ محبت کر لیا تم سے اللہ اور رسول اللہ پھر اگر تمہیں پھر یہ لوگ تو اللہ نہیں پسند کرتا کاذبوں کو جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی تو داخل کرے گا اللہ باغوں میں جن کے نیچے نہیں بہتی ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہ بڑی مبارک بات ہے۔

جو رسول ہم نے بھیجا وہی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اللہ کے حکم سے۔

وَمَا ارْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

من يطع الرسول فقد اطاع الله.

رسالة بشرين ومنذرين ليلا يكون  
لناس على الله حجة بعد الرسل

واطيعوا الله واطيعوا الرسول واحذروا

يا معاشر الجن والانس ائذنا انكم تسلمون  
يقصون عليكم اياتي وينذرونكم لقاء  
يومكم هذا.

يا بني آدم انا انزلناكم منكم يقصون  
عليكم اياتي فمن تقموا ولا تخفوا فليعلم ولا  
همل يحذرون

يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول فقد كان  
لكم في رسول الله اسوة حسنة  
ومن يطيع الله واطيع الرسول فقد عظمها

وقال لصد خذتها الم يا تكلم رسول منكم

ما اتاكم الرسول فخذوا وما نهاكم عند  
فانقوها

جس نے رسول کی اطاعت کی یہ تحقیق اس نے اللہ کی  
اطاعت کی۔

رسول خوشخبری سنانے والے اور ڈرنے والے نام نہیں ہے  
کوئی حجت لوگوں کی اللہ پر رسولوں کے بھیجنے کے بعد۔  
اطاعت کر اللہ کی اور اطاعت کو رسول کی نیز افرانی  
سے بچتے رہو۔

اے گروہ جن اور انسانوں کے کیا نہیں آئے تمہارے پاس  
رسول تم میں سے کہ بیان کرتے میرے احکام اور ڈراتے تم  
کو اس دن کے ملنے سے۔

اے بنی آدم آئیں گے تمہارے پاس رسول جو تمہیں میں سے  
ہوں گے۔ بیان کریں گے تم سے میرے احکام ہم جو لوگ  
پہنچ کر رہا کریں گے اور اچھے کام کریں گے ان پر کچھ خوف ہوگا  
نہ وہ خجیدہ ہوں گے۔

اے ایمان والو اطاعت کرو۔ اللہ کی اور اس کے رسول کی  
یہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں اچھی پیڑی ہے  
جو اطاعت کریگا اللہ کی اور اس کے رسول کی تو یہ تحقیق وہ  
بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔

اوکس میں گئے ان سے دار و فرما تم کے کہ یہ نہیں آئے تھے  
تمہارے پاس رسول تم میرے۔

جو حکم دیں تم کو رسول اس پر عمل کرو اور جس سے کریں اس  
سے باز رہو۔

المختصر قرآن مجید میں ہر جگہ رسول ہی کی اطاعت کا حکم ہے۔ انہیں کی اور امر و نہی کو واجب الیہ  
قرار دیا گیا ہے۔ انہیں کی اطاعت پر فوز غنیمت اور خیر کا وعدہ ہے۔ قر سے لیکر حشر تک انہیں کی اطاعت کا  
سوال ہوگا۔ انہیں کی اطاعت جیسا خدا کی اطاعت قرار دی گئی ہے۔

# خاکساریِ فتنہ

سلسلہ اشاعت ماہ دسمبر ۱۹۳۶ء

کسی بزرگ یا امام یا ولی کی اتباع شرک ہے۔ امت کے کسی موجودہ یا گزشتہ قائد یا داعی قیادت کو کسی پیر یا امام کو کسی بزرگ یا ولی کو کسی سجادہ نشین اور مرشد کو کسی مزار یا خانقاہ کو پیش نظر رکھ کر ان کا اتباع کرنا۔ ان سے تعبد اختیار کرنا۔ عام جماعت سے الگ ہو کر اتحاد عمل میں رضہ ڈالنا میرے نزدیک ارباباً من دون اللہ کو پکڑنا ہے۔ عبادتِ ماسوا ہے شرک ہے۔ ظالمِ عظیم ہے۔ اس دنیا میں موت کی تیاری ہے۔ آگے چل کر جہنم کی لکڑیاں بننا ہے۔ ان بھیاروں (یعنی حضرت امہ و اولیاء کرام رحمہم اللہ) کو دوزخ کا ایندھن بنانا ہے۔ رتہ کرۃ ابرو دیبا ہے لکھ

تمام مطاع بزرگ قطعی عذاب کے مستحق ہیں (معاذ اللہ)۔ زمین چار سطروں کے بعد بے دھام مشرقی ہی اپاک مضمون کو بایں الفاظ دہراتا ہے: سب طبعیوں اور مسلمانوں، مریدوں اور اعداء کو خدا کی سرزنش کا قطعی اہل اور عذابِ آخرت کا قطعی مستوجب سمجھتا ہوں۔ (حوالہ مذکور)

اس عبارت اور اس سے پہلی شتولہ عبارت میں دیدہ دہن اور بذرِ باطن مشرقی نے بزرگوں اور اولیاء کرام کی اتباع کرنے والے کو دوزخ و مسلمانوں کو جہنم تو دکھایا ہی تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضراتِ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو بھی (عین کا مشرقی بد لکھام نے کوئی جرم نہ بتایا) دوزخ کا ایندھن قرار دے کر اپنے خبیث باطن

عصا اول تو یہی غلط ہے کہ کسی بزرگ اور امام کی پیروی شرک و کفر ہے بلکہ ایسے بزرگوں کی پیروی تو مانوس ہے۔ قرآن مجید میں ہے: **وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ سَوْءِ لِقَائِ عَمَلٍ** (یعنی اس شخص کے راہ کی پیروی کر جس نے میری طرف رجوع کیا) اور اولیاء اللہ و امم ہدی کے منیب الی اللہ ہونے میں کس بد بخت کو شبہ ہو سکتا ہے؟ پس ان کی پیروی کرنا ربانی حکم کی تعمیل ہے۔ اور اگر بالفرض والتقید اللہ والوں کی پیروی (معاذ اللہ) کفر و شرک اور جہنم کی لکڑیاں بننے کا باعث ہو بھی تو اس وعید کے مستحق ان بزرگوں کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ نہ کہ خود مطاع بزرگ بلکہ گستاخ مشرقی نہ معلوم کس فلسفہ کی مدد سے حضراتِ امہ و اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو بھی اس وعید کا مستحق بنا رہا ہے؟ کیا اس نے آیت قرآنیہ **وَلَا تَزِرُ وَازِرَتُہٗ ذَرًّا مِّنْ حِمْلِہٖ** (تاسی غنی عنہ) نہیں پڑھی؟

کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکا۔ فَاحْتَنَّا اللّٰهَ عَلٰی قَائِلِهِۦ

تشلیث کا قائل بھی مومن و موحد ہے۔ اگر اہل ان (مسلمانوں) کو تین خدا کہنے والے نصرانی کی دنیاوی خوشحالی کا خوشنودی خدا اور عبادت رب یا توحید اور ایمان پر محمول کرنا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ (الی قولہ) تو فی الحقیقت وہ آشوب چشم اور وہ سودائے مہر ہے جس کا علاج موت کے سوا کچھ نہیں۔ (تذکرہ حصہ اردو - دیباچہ ص ۱۱۱)

خدا کی دوستی کے لئے کسی مذہب کی تخصیص نہیں۔ خدا کو اپنی دوستی میں کسی ملک یا مذہب کی کچھ تخصیص نہیں۔ (تذکرہ حصہ اردو - مقدمہ ص ۱۵ کے حاشیہ کی آخری سطر)

اولیاء اللہ ہونے کا دہرایہ معیار بتی قوم کو جہاں آخرت میں کچھ باک نہیں۔ ہاں اس کی دنیا بھی درست ہے۔ کوئی قوم جس کی دنیا درست نہیں بتی قوم ہونے کی مصداق نہیں ہو سکتی۔ یہ چونکہ اتقاء کے معانی صاف ہو چکے۔ اس لئے جو قوم متحد ہو کر رہیگی۔ مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرے گی۔ (الی قولہ) ایسی قوم ہی اولیاء اللہ ہونے کی صحیح مصداق ہے۔ وہ بے گمان خدا کی دوست ہے۔ اور خدا اس کا دوست ہے۔ کیونکہ یہاں پر بھی سب نعمتیں مل رہی ہیں۔ اور آگے چل کر بھی بے حساب دے گا۔ (تذکرہ حصہ اردو - مقدمہ ص ۱۵ کا حاشیہ)

## الْجَنَسُ تَمِيلُ إِلَى الْجَنَسِ مشرقی کی وسیع مسلمان برادری

دشمن کے دوست، دوست کے دشمن ہیں۔ سبب : دیکھو! یہ خوب رویوں کی عادت عجیب ہے

۱۔ اہل تشلیث پرستوں کو مومن تسلیم کرنے میں ہمارا کیا نقصان ہے؟ وہ اگر مومن ثابت ہو جائیں تو چشمہ مارو شون دل، ماشاء اللہ! لیکن شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۚ سُبْحٰنَہٗ ۚ وہ لوگ کافر ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے ایک ہے۔ اب ہم ہی بتاؤ کہ ہم تمہارا کہنا مانیں یا خداوند برحق کا؟ (قاسمی)

۲۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی نے قرآن کریم کی ایک ایک آیت کی تفسیر پر قسم کھا رکھی ہے۔ اگر کسی مذہب کی تخصیص نہیں تو خصلتے پاک یہ کیوں فرماتے کہ: وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْہٗ۔ (قاسمی)

**بِت پرست اور ہزاروں خداؤں کو پُجئے والے موحّد اور عابدِ خدا ہیں۔**  
 اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پُچل رہی ہے۔ اس کے قانون کی تمنا میں  
 ہے لیکن رسم یا عادت یا راجا کسی بت، کسی پتھر، کسی شمس و قمر کے آگے اتھاٹ ٹیک رہی ہے۔ تو وہ  
 درحقیقت خدا کی عابد ہے۔ اگرچہ اس کا اس پتھر کے آگے اتھاٹ ٹیکنا ایک فعلِ عبث ہے اور عابدِ خدا  
 قوم کے لئے یہ ظاہری سجدہ بھی فی الحقیقت اسی خدا کے آگے ہونا چاہئے۔ پتھر کا کسی پرستش یا خدا کے  
 آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابدِ خدا یا عابدِ اسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ اس کی  
 شرک یا موحّد بنجانے کا محاکمے نہیں ہو سکتا۔ عبادت کا فیصلہ عمل اور صرفِ عمل پر ہے۔ اس بات  
 کو دیکھنا ہے کہ کس کے احکام کی تعمیل ہو رہی ہے۔ پھر جس کے حکموں پر عمل ہو رہا ہے۔ اُسی کی عبادت  
 ہو رہی ہے۔ اگر خدا موجود ہے تو وہ قوم موحّد ہے۔ اگرچہ رسم یا پتھروں کو کیوں نہ پُوج رہی ہو۔ یا قولاً  
 خدا کو تین یا دس یا دس ہزار کہہ رہی ہو۔ اگر اسوا کی عبادت میں لگی ہے۔ تو وہ قوم مشرک اور کافر ہے۔  
 اگرچہ رسم اور عادتاً خدا کے آگے سجدوں کے انبار لگا کر کر رہی ہو۔ (تذکرہ اردو۔ دیباچہ ص ۱۱۰)

**بِت پرستوں کو مشرک کہنا اندھا پن ہے۔** "ان دہندوؤں میں تین سو کروڑ دیوتاؤں  
 کی پرستش کے باوجود سب کا طریق عمل ایک ہے تو اس لئے کہ ان کے تین سو کروڑ بت دراصل بت نہیں بلکہ  
 (۱) الی قولہ ایسی قوم توحید پر صحیح معنوں میں عامل ہے۔ وہ دین اسلام پُچل رہی ہے۔ اس کو مشرک یا  
 بت پرست کہنا اندھا پن ہے۔" (اخبار اصلاح ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء ص ۲۰۰)  
**اہل کفر کو یہ تھا عبادی لٹا لٹاؤں کا مصداق قرار دینا۔** تم دے  
 سلاؤ! شرک میں صحیح معنوں گرفتار ہو۔ توحید کے علمبردار ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ان کو قرآنی شہادت  
 دیکر بت لانا ہے کہ خدا کی عبادت کا لازمی اور منطقی نتیجہ بادشاہت زمین ہے۔ بلکہ جو قوم بھی خدا کی  
 زمین کی وارث ہے۔ وارث بننے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ ان کا صرف بدشاہت اور  
 اٹھا لٹاؤں کے خدائی قول کے مطابق صحیح معنوں میں عابد اور ملازم خدا ہے۔ وہی صالح ہے۔ اور  
 خدا بھی اس سے خوش ہے۔ (الاصلاح ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء ص ۲۰۰)

**"موجودہ عیسائی، مؤمن، ناجی اور ابرار و صالحہ ہیں"**

وکل هذا ما يفعل الخبيون النصريون  
 فی زمانہ اعلیٰ و عملہ لا نجد  
 يعلمون قانونہ و یعملون الصالحات  
 یعنی یہ کل کام ملے زمانہ کے مغربی عیسائی علم  
 اور عمل کے ساتھ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے قانون  
 کو جانتے اور نیک عمل کرتے ہیں۔ (الی قولہ)

(إِلَىٰ أَنْ قَالَ) وَلَا تَشْكُ فِي أَنْهَمْ هُمُ الْبِلَادُ  
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي هَذِهِ  
الْأَرْضِ فِي زَمَانِ هَذَا وَلَا تَشْكُ أَنْهَمْ هُمُ  
الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَقُولُوا إِنَّهُ مَا كَانَ لِلنَّصْرَيْنِ  
الْغُذْبَيْنِ الْمُحَاصِرِينَ أَنْ يُؤْمِنُوا  
بِقَوْلِكَ هَذَا وَإِنْ لَمْ يَدْرُوهُ أَوْ  
يَدْرُسُوهُ كَدْرٍ سَكَمٍ فَإِنَّ اللَّهَ شَهِدٌ  
عَلَىٰ إِيْمَانِهِمْ بِهِ: (تذکرہ عربی ص ۸۵)

### انگریز حقیقی مسلمان ہیں

۱، فَلَئِنْ أَنْتَ مَا فَيَكُ مِنْ الْإِسْلَامِ  
مِنْ شَيْءٍ وَأَنْتُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ  
(تذکرہ عربی ص ۸۵)

۲، وَظَنَنْتُمْ أَنْهَمْ هُمُ الْكَافِرُونَ  
وَأَنْتُمْ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا فِي دِينِهِ  
الْكَافِرِينَ أَبَدًا (تذکرہ عربی ص ۸۵)

خَلِيفَةُ الْأَرْضِ حَقًّا فَصَمَّ الَّذِينَ قَالَ  
الْمُزَانِكَةُ لَوْ بَعَثَ فِيهِمْ حَبِيبُ الرَّادِ  
اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً يَجْعَلُ  
فِيهَا مَنْ يَفْسُدُ فِيهَا وَيُفْسِدُ الدَّمَاءُ  
وَمَنْ يُسَبِّحُ بِمَجْدِكَ وَلَقَدْ سَأَلَكَ فَاجَابَ  
لَهُمْ رِبِّهِمْ نَاطِقًا إِلَىٰ أَعْمَالِهِمْ لَا يَمُوتُ  
وَشَهِدُ أَعْلَىٰ أَفْكَارِهِمْ الْبَاطِلَةِ  
إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(تذکرہ عربی ص ۸۵)

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جو مہار  
زمانہ میں اس زمین میں ایمان لائے۔ اور نیک عمل  
کئے۔ یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ اور یہ گمان  
ست کرو۔ کہ یہ مغربی نصرانی تمہارے اس قرآن  
پر ایمان نہیں لائے۔ اگرچہ انہوں نے قرآن کو نہیں  
دیکھا۔ اور تمہاری طرح نہیں پڑھا پس ان کے ثمن  
بالقرآن ہونے پر خدا گواہ ہے۔  
(تذکرہ عربی ص ۸۵)

(یعنی) پس سچی بات یہی ہے کہ اے مسلمانو!  
تم میں تو اسلام کچھ بھی نہیں۔ ہاں یہ لوگ (د  
مغربی نصرانی) ضرور مسلمان ہیں؟

د یعنی، تم سمجھتے ہو کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ حالانکہ  
مہیشہ کے لئے تمہاری مجال نہیں کہ تم ان کو  
کافروں کے گروہ میں داخل کر سکو۔

### انگریزوں کو آدم اور خلیفۃ اللہ فی الارض قرار دینا

یعنی، یہ لوگ یقیناً خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں  
پس یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنا  
خلیفہ زمین میں پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو  
فرشتوں نے اپنے رب سے ان کی نسبت عرض  
کیا کہ کیا آپ ایسے لوگوں کو زمین میں پیدا فرمائیں گے  
جو زمین میں فساد اور خون ریزی کریں گے۔ حالانکہ  
ہم آپ کی حمد اللہ تسبیح اوستا کی پاکی  
بیان کرتے رہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین  
کے امینہ اعمال اور بلند افکار پر نظر کر کے



فرشتوں کو جواب دیا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں

تم نہیں جانتے " انگریز فرشتوں کے مسجود ہیں

۱۔ واللہ ما جاهد قوم قط فی هذا الدنیا  
مثل ما جاهد الغیب فی زماننا هذا  
(انی ان قال) فالملک کتہ اکثرہم  
یسجدون لهذا القوم (تذکرہ علی ص ۴۹)  
یعنی خدا کی قسم مغرب یسائیوں نے اس دنیا میں  
جیسی کوشش کی ہے کسی قوم نے نہیں کی (مالی قوام)  
پس اکثر فرشتے اس قوم کے سامنے جوڑے کھڑے  
ہیں۔

مکہ معظمہ پر قبضہ کرنے کے مستحق لندن اور پیرس والے ہیں  
یہی وجہ ہے کہ آج وہ بلدین ان (مسلمانوں) سے چین کر لندن اور پیرس کے مستحق  
عالموں کو دیا جا رہا ہے۔ (تذکرہ حصہ اردو - دیباچہ ص ۴۹)

مشک سازی اور کافر گری کی مشرقی کمال  
امت کے جلیل القدر ائمہ اور بزرگوں پر ابلیس نے حملے

چوں خدا خواہ کہ پردہ کس بند

میلش اندر طعنہ پاں برد

حنفی، شافعی، اہلحدیث، وغیرہ کہلائیو لے سب مشرک ہیں

میری دانست میں ہر مسلمان جو اپنے آپ کو مسلمان ہونے کے سوا کچھ اور کہتے ہیں۔ اور عام جماعت  
کے ساتھ ہر معاملے میں اتحاد عمل نہیں کرتا مشرک ہے۔ (الاصلاح ۵ اپریل ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۷ء ص ۱۷۱)  
حنفی، شافعی، مقلد غیر مقلد سب جہنم کی تیاری ہے  
مشید اور سنی، حنفی اور شافعی، مقلد اور غیر مقلد صوفی اور دہابی وغیرہ میرے نزدیک کچھ

شے نہیں۔ یہ سب جہنم کی تیاری ہے۔ (تذکرہ حصہ اردو دیباچہ ص ۴۹)

حضرت امام اعظم اور تمام ائمہ اسلام منافقوں کے شاگرد اور ان کی اولاد ہیں  
(معاذ اللہ) مشرقی دہم کے آرگن (الاصلاح) مورخہ ۱۳۵۷ھ کے صفحہ ۱۷۱ میں نئی فلاسفی کے عنوان  
سے کسی دین خاص کا مضمون شائع ہوا جس کی تمہید میں خود عنایت اللہ مشرقی نے ایک تائیدی نوٹ  
لکھا۔ اس ناپاک مضمون کے حسب ذیل دو اقتباس ناظرین جگر پتھر رکھ کر پڑھیں :-

اسی ربیع صدی میں گروہ مبداء بن ابی کی کونسل کے دارالعلوم کی تعلیم تکمیل تک پہنچ گئی۔  
قابلیت و عقلیت کی سبب تھے ان منافق باپوں کے ہزاروں فرزند لگے اور یہ سب کے سب  
اپنے اپنے آباء کے منافقانہ عمل سے بے خبر رہ گئے۔ یہ سب مخلص مسلمان اور صادق مؤمنین تھے اور  
یہ تمام عباسی بزرگان سلف صالحین میں داخل ہیں۔ (الہی قولہ) امام فہم رحمۃ اللہ علیہ شیعہ میں  
پیدا ہوئے اور بس کتب میں داخل ہوئے انہی بزرگان دین کا مدرسہ تھا۔ یہ بزرگان دین اپنے اپنے آباء  
کی منافقت سے اور اسلام و پیغمبر خدا صلعم کے ساتھ ان کی قلبی عداوت سے بے خبر رہتے تھے  
انتہا الکر کے تمام ائمہ کرام اور مقتدا یان عظام نے ان ہی مذاہب سے تعلیم پائی۔ اور سب پر استناد کیا  
یہ سب نصف صحتی کم چودہ سو برس سے جا رہی ہے اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی آج مسلمان  
ہیں۔ (ص ۷۷)

۱۔ یہ اہل نظر ہرے کونہ ائمہ عظام نے نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے ایک بات بھی نہ سنی تھی کیونکہ وہ  
پیدا ہی نہ ہوئے تھے پس جو سنا ان منافق باپوں کے فرزندوں سے سنا جو ہمارے سلف صالحین سے  
ہیں اس تیسیر سے پیغمبر کو تختی اور قرآن کے مقصود اور معانی خداوندی کو اس اندیش گروہ کے  
دارالعلوم دانوں نے افراد اہل سنت کے دلوں سے محو کر دیا۔ حتیٰ کہ اب موجودہ علمائے اسلام کو  
یہ صداغیرانہ علوم ہونے لگے۔ اور وہ قرآن کے عمل تک کو آج سنا بھی پسند نہیں کرتے  
پیغمبر کی تختی و لکھن کینہ کرہ ہو سکے جب آج علمائے اسلام چودہ سو برس کے عمل متواتر  
اور علم فہم کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ (ص ۷۸)

**حدیث اور حضرات صحابہ پر شیطانی حملے**، یہ خود مشرقی لکھتا ہے۔  
جب کمال دو سو برس کی انجام شہنشاہی اور مہلت کے بعد محال اندیش اور فریب خوردگان فساد  
اجل نے رسول پاک کی صحبت کا عہد کھن تارہ کرنے کے وہم سے احادیث نبوی کی تدوین شروع  
کی پھر اس دن سے کام خدا کا اثر معاملہ خراج اور ان کے دین و ایمان پر چھوڑ دیا گیا۔ صدیوں کی

۲۔ اس چودہ سو برس کے بے عرصہ میں صحابہ، تابعین، فقہاء، محدثین، صلحاء، اولیاء  
عام و مشاہیر و مسلمین جس قدر گزرے ہیں۔ ان سب کو معاذا اللہ منافقوں کی اولاد و دش گروہ  
اور منافقت زدہ قرار دینا مشرقی جیسے کافروں و منافقوں ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ  
مسلمانوں کو اس کے شر سے بچائے (منہ)

بھولے بھری باتیں عرض تحریر میں آتے ہی جزو ایمان بن گئیں۔ کل کی کہی ہوئی بات کو صحیح طور پر دہرانے کے والا انسان پر پروردگار کے ماجرے اکل و فرب کو بھی یاد نہ رکھ سکے والا اور بات بات میں نادانستہ غلو و توغل و استغراق کرنے والا بشر خطا و سیان سے ہمسر میری ہو کر رسول پاک کی ڈیڑھ سو برس پہلے کہی ہوئی اور سنی ہوئی باتوں کو اپنے جیسے بیسیوں ضعیف الخلق انسانوں کی روایت پر نہایت ثوق و ثقافت سے سنانے لگا۔ بیرحم اور ناقدر شناس امت عرب خدا کو چھوڑ کر پیش رسول میں مصروف ہو گئی۔ ایک کڑا حکام کا ادھر سے کچھ ادھر سے کچھ جوڑ توڑ کر کچھ رلا کر کچھ غلط فہمی سے کچھ غلط کاری سے کچھ ناموقع شناسی، ناورد بینی، اور نایاد دانئی سے ان عرض جس طرح بھی ہوتا اپنی خوش اعتقاری کا حق ادا کیا۔ (الاصلاح نمبر ۲۹، مارچ ۱۳۵۰ء ص ۱۷۵)

ارکانِ نبی کی ضرورت سے صریح انکار۔ عباداتِ اسلامیہ کی صبر آنا تو ہیں  
بذریعہ انسانی اور تے لگامی کی انتہا

نکتہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر اسلام کی بنیاد نہیں ہے۔  
(یعنی میں خدائے برتر و بزرگ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام کی بنیاد ان چیزوں پر ہرگز نہیں ہے۔ جو تم سمجھے بیٹھے ہو۔ یہ کلمہ شہادت نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ میں کا تم نے ارکانِ اسلام نام رکھ چھوڑا ہے۔ جنس امت محمدیہ کی ان نشانیوں میں جن سے وہ دوسری امتوں سے متمیز ہو سکیں ان چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہرگز نہیں ہے۔)

فلا اقسام بالله العلیٰ العظیم ما بنی الاسلام علی ما انتم تدعون وما کلمۃ الشہادۃ والصوم والصلوۃ والحج والزکوٰۃ الیٰ تسبوا ارکان الاسلام الا شاعر الا مۃ المحمدیۃ او مناسکھا الیٰ تمیز بها امتکم من الایم الاخریٰ لکنہ ما سبقت الاسلام علیہا قط (تذکرہ حصہ عربی ص ۱۵)

لیکن تم نے بھی تو نبی احادیث کی آٹ لیکو پیچ کر جزو ایمان بنایا۔ چنانچہ تم نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ آج پہلے کے نبی کو نبی مسلمان، مسلمان نہیں (الاصلاح سورہ ۲۲ جون ۱۳۵۰ء ص ۱۷۵) حالانکہ قرآن مجید میں پہلے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور نہ کسی حدیث نے پہلے کا مدار اسلام و ایمان کو ثابت ہے۔ (منہ)

۱۰۰ ناظرین! دیکھئے اس عبارت میں بے لگام مشرقی تمام ناویانِ احادیث پر جن میں حضرت زید و جابر و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں کس قدر خبیثانہ حملے کر رہے ہیں۔

۱۱۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف لفظوں میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: (تعبیرات ص ۵)

# معیارِ صداقت

بِسْأَلِ سَلَّةِ اشاعت ماہ نومبر سلسلہ

**قادیانی**۔ کیا آپ کوئی ایسی تفسیر بھی بتا سکتے ہیں جس سے آپ کے دعویٰ کی تائید ہوتی ہو۔  
**محمدی**۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر غزالی میں اس آیت کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں: زیرا کہ از خدا حضرت جبرائیل علیہ السلام اور امے آوید۔ و از حضرت جبرائیل علیہ السلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بشما میرساند۔ لہذا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی آیت سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد لئے ہیں۔ اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کر دیا ہے مگر اس کے چلکر اس آیت کے تحت میں فرماتے ہیں:۔  
 پس افترا بر خدا بستن ازین کریمیاں (جبرائیل و آنحضرت) محال و باطل است، (تفسیر غزالی) پارہ ۲۹  
 معلوم ہوا کہ ان آیات میں نہ قول رسول کریم سے جو رسول مراد ہے۔ اس سے افترا کا صدور محال ثابت کرنا مقصود ہے۔ اب تفسیر خازن، کبیرہ، روح المعانی، وغیرہ میں رسول کریم سے جبرائیلؑ ہونے کا قول بھی مذکور ہے پس آپ کے مطالبہ کے مطابق میں نے اپنی تائید میں مفسرین کے اقوال پیش کر دیئے ہیں۔

**قادیانی**۔ علمائے امت کا آج تک ہی عقیدہ رہا ہے کہ افترا علی اللہ کرنے والا ہلاک بھاتا ہے۔ اور وہ اپنے دعاوی میں کبھی سرسبز نہیں ہوتا۔ خداوند کریم کی غیرت اس کو زندہ نہیں سنہ تہی۔ اور دنیا میں اس پر عذاب الہی نازل ہوتا ہے۔

**محمدی**۔ علمائے امت میں سے کچھ فی العلم کا یہ عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا عقیدہ رکھنا قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ کریم پر افترا کرنے والوں اور وحی کے جھوٹے دعووں کے بارے میں قرآن مجید میں مذکور ہے کہ جب وہ مرجھاتے ہیں۔ تو عذاب کے فرشتے انہیں کہتے ہیں۔ الیسوہم یخمدون عذاب الھون آج کے دن جھوٹے دعاوی کے بدلہ میں تم عذاب دے جاؤ گے سرکشوں کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ و املی لھم ان یکیدو متین ہم ان کو بہت دیتے ہیں۔ ہماری تدبیر زبردست ہے۔ نیز تمہارا یہ دعویٰ حقائق و شواہد کے

خلاف ہے۔ دنیا میں کئی کاذب مدعیان نبوت ظاہر ہوئے۔ جنہیں دنیوی زندگی میں عیش و کامرانی حاصل ہوئی۔ مسیلہ کذاب۔ اسود عسی۔ عبید اللہ۔ طریف۔ صالح جن ابن صالح۔ وغیرہ کئی افراد نے اپنے برسوں زندہ رہے۔ سادراں کی حکومتیں بھی قائم ہوئیں۔

**قادیانی:** مسیلہ کذاب قتل ہوا۔ اسی طرح کہ کاذب مدعیان نبوت ۲۳ سال اپنے دعویٰ کی تبلیغی عمر نہ پاسکے۔ اور ہلاک ہو گئے۔

**محمدی:** کسی کا قتل ہو جانا اس کے کذب کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کئی سچے نبی بھی قتل ہوئے ہیں قرآن مجید میں یہود کے متعلق ارشاد ہے **وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ** یعنی وہ انبیاء کو قتل کرتے ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام و حضرت زکریا علیہ السلام بھی قتل ہوئے۔ لہذا قتل ہو جانا کذب کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ نیز میرزا نے قادیان کی تصریح کے مطابق کاذب کا فوراً ہلاک ہو جانا ضروری ہے (انجام آخر) یہ ۲۳ سال کی شرط آپ نے کہاں سے لگائی ہے۔ اکثر انبیاء کو ۲۳ سال کی تبلیغی عمر نہیں ملی۔ مثلاً یحییٰ علیہ السلام وغیرہ۔ کیا آپ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق معاذ اللہ وہ کاذب تھے۔ کیا ایک دعویٰ کی تصدیق کے لئے ۲۳ سال کا انتظار کیا جائے عجب تک ۲۳ سال نہ گزریں اس کی تصدیق نہ کی جائے۔ کیا کوئی عقلمند آپ کی اس تجویز پر عمل کر سکتا ہے غرض قرآن مجید میں کاذب نبی کی ہلاکت یا قتل کی کہیں بھی خبر نہیں دی گئی۔ علاوہ انہیں طریف۔ صالح۔ عبید اللہ مہدی افریقہ

حسن ابن صالح وغیرہ مغربیوں نے ۲۳ سال سے زیادہ عمر پائی۔ ہمارے زمانہ میں عبداللہ تیما پوری اور عبداللطیف گنا پوری کاذب مدعیان نبوت موجود ہیں۔ جن کو دعویٰ کئے ہوئے ۲۳ برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ نیز اس معیار کے مطابق بھی میرزا صاحب کذاب قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ میرزا محمود صاحب کے قول کے مطابق ۱۹۰۸ء میں میرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور ۱۹۰۸ء میں دارالبیاد کو چلے گئے (حقیقۃ البیاد) اس لئے میرزا صاحب کو ۲۳ سال کی مہلت ہی تھیں ملی۔ سات سال کے اندر ہی ہلاک ہو گئے۔

**قادیانی:** آپ کے دلائل مجھے مسخ کر رہے ہیں۔ میرے قلبی اطمینان کے لئے کچھ مزید وضاحت درکار ہے۔ جن متحرکین نے تو قول (آئیہ) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رد لیا ہے۔ ان کے خیال میں کسی دعویٰ کا قتل نہ ہونا اس کے صادق کی دلیل ہوگا۔ اس لئے انہوں نے اس آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیا ہے۔

علیہ وسلم کی صداقت کو دلائل میں پیش کیا ہے۔ اور جب تک اس کو عام حیار قرار نہ دیا جائے، اسے ذیل نہیں کہا جاسکتا۔

محمدی :- ایسے مفسرین نے اسے کسی صادق رسول کی تمام وحی اور تمام ارشادات کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل قرار دیا ہے۔ منکرین کے دل میں یہ شبہ بھی پیدا ہوتا تھا۔ کہ یہ رسول بچا تو ہے مگر نکلن ہے کہ بعض باتیں اپنی طرف سے بھی وحی الہی میں ملا دیتا ہو۔ ومالت کی شان سے توقف اور عقل کے اندر صحت و وصول کو تبلیغ احکام الہیہ میں غیر معصوم قرار دے سکتے تھے۔ کفار کہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات کو تسلیم کر لیتے تھے۔ یہود و چارہا مرضی و من مجبض و مکفر ببعض عود کر آیا تھا۔ اسی لئے خداوند کریم نے ارشاد فرمایا۔ فلا اقسام جاتبعصرون و جمالا تبصرون نبی بعض امور جن کو کفار تسلیم کر لیا، مگر وہ جو جاتے تھے۔ اور بعض ایسے اسرار و رموز جن کا بلدیہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اظہار فرماتے تھے۔ اور کفار اُن کا انکار کر دیتے تھے۔ لہذا خداوندی احکام کی قبول کا ذکر فرمایا۔ اور اُن کے چلکر اپنے رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد کیا کہ اگر یہ ہمارا سچا رسول ہے تو اُن کی بات میں کوئی اپنی طرف سے بھی (بعض الاقوال) ملا دیتا تو ہم اس کو ہرگز زعم نہ چھوڑتے کیونکہ جس رسول کی صداقت بذریعہ جزات دینا پر نظام ہر سو چکی ہو۔ اگر انفراسے کام لے۔ تو اس کی تبیین و تفسیر مجرم نہ تھے۔ مگر کاذب و محی موت جو بغیر دلائل و حجرات یعنی سرکاری سند کے بغیر دعویٰ رسالت کرے۔ تو اس کے متبعین عند اللہ مجرم ہونگے۔ اور ان کا مطاع بھی آخرت میں اپنے کئے کی سزا محبت لے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ احکام الہیہ میں معصوم ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ مگر یہ بیان مسامتہ کے لئے صداقت کا افسار نہیں ہے۔

حضرت رئیس الحدیث شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر غزالی میں اس آیت کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں :-

دیں) جاسوالے است صاحب و آئی کی است کم اگر ایں شرط و جزا درست باشد و لازمت بین المقام و التانی تلبیہ صادق ثابت شود۔ از ہم آید کہ هیچ کس بعد از افترا بر خدا زعم نہ دہد، چنانچہ آنکہ مفسرین بسیار مثل سیدہ کذابہ و اسود شسی و دیگر متبیین کذبہ شتمہ زعم نہ دہد، چنانچہ انفراسے

اس مقام پر ایک مشکل سوال ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ شرط اور جزا درست ہوں۔ اور لازمت بین المقام و التانی ثابت ہو تو لازم آئے گا کہ کوئی شخص افترا و علیہ اللہ کے بعد زعم نہ دے۔ حالانکہ معتزین، مجتہدین ہیں، مشکل مسئلہ کذاب و اسود شسی اور بھی بکثرت اپنے آپ کو نبی کہانے والے کہتے

برہنہا بربستہ اند و ہرگز اس سواخذہ برآہنا جاری  
 نہ شدہ۔ جو پیش این است۔ کہ ضمیر تعقل واجب  
 رسول است۔ نہ بہر فرد انسانی و اگر بالفرض الحال  
 رسول افترا نماید اورا اس عقوبت عاجلہ لازم الوقوع  
 است زیرا کہ تصدیق او بوجہات واقع شدہ است  
 پس اگر اورا تعیل و عقوبت نکند تبسی لازم ہے کہ  
 کہ لا یکن رفع وآل منافی حکمت است بخلاف  
 غیر رسول کہ بدول تصدیق بہ سببہ از محال است  
 مانند آنکہ ہرکرا بادشاہان بجدستور امور کردہ و نشان خود  
 دادہ بطرفی میند و او در آن خدمت خیانت  
 مے کند یا افترا مے نماید فی النور تمارش میکنند۔  
 و کہے کہ از طرف خود بے سند افترا مے برے  
 بند و اصلاً بحال او متوجہ نئے شوند کہ مردم قل  
 اصلاً بقریب او از جلنے روند کذا ہذا۔  
 بالجمہ اگر رسول مصدق بالمعجزات اس قسم  
 افترا نماید البتہ بایں عقوبت گرفتار نشود۔

اس پر یہ سوخذہ نہ دور و بالا کسی پر جاری نہیں  
 اس کا جواب یہ ہے کہ (تقول) کی ضمیر واجب طرف  
 رسول کہے۔ نہ ہر فرد بشری طرف اور بقرض بحال  
 اگر کوئی رسول اللہ تعالیٰ پر افترا کرے۔ تو ضرور یہ سوخذہ  
 اس پر جاری ہوتا۔ مگر نہ تو کسی رسول نے افترا علی اللہ  
 باندھا اور نہ اس سوخذہ سے اخذ ہوئے ہیں۔  
 اور بقصدیر افترا بانہ صے رسول اللہ تعالیٰ  
 پر یہ سوخذہ نہ کیا جائے۔ تو حکمت الہی  
 کے خلاف ہے۔ کیونکہ رسول کی تصدیق بوجہات  
 و موجب کی ہوتی ہے۔ پھر اس تقدیر پر سوخذہ نہ  
 کیا جائے۔ تو حق اور باطل کے درمیان تلبس لازم  
 آتا ہے۔ یعنی امتیاز نہیں رہتا اس کی ش یہ ہے  
 کہ ایک عالم ایک آدمی کو کسی ملک میں کسی کام کو  
 اپنا نشان صدفات کا دے کر روانہ کرتا ہے۔  
 تو جب بھی وہ شخص ملازم یا خادم خیانت کرے  
 اس کا تدارک کیا جاتا ہے۔ بخلاف اسی شخص کے  
 کہ بغیر مہر اور بغیر کسی نشان کے انچا طرف سے  
 افترا علی الحاکم کرتا ہے اور لوگوں کو دھوکہ  
 دیتا ہے تو حاکم اس کی پرواہ تک نہیں کرتا کیونکہ  
 جانتا ہے کہ وانا آدمی اس کے دھوکہ میں نہیں آسکتا  
 اور پہلی صورت میں خطرہ ہوتا ہے الحاکم یہ کہ کوئی  
 رسول بھی جو جس کی صداقت معجزات سے ہو چکی ہو۔  
 بصورت افترا علیماذ باللہ ضرور مانوڑ ہوگا۔

پس جو مفسرین اس آیت میں تو تقول کی ضمیر آنحضرت سے  
 طرز اس تلال بھی آپ نے سن لیا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ تو تقول علیما بخص  
 الاما و اول میں بعض کے لفظ سے

جھوٹے مدعی نبوت کو خارج کر دیا ہے۔ یہ آیت اس ہستی کے متعلق ہے جس کو منجانب اللہ وحی ہوتی ہے اور وہ سچی وحی میں بعض باتیں اپنی طرف سے لانا چاہے۔ تو اس کو سزا کا لینا ضروری ہے۔ کاذب مدعی نبوت کی ہر بات جھوٹی ہوتی ہے۔ لہذا بعض الاقاویل کا لفظ اس پر بولا نہیں جاسکتا۔ اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ وہ قول میں کسی بشر رسول کا ذکر ہے۔ تب بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ میرزا صاحب کی صداقت کی یہ آیت دلیل نہیں بن سکتی۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ اس آیت میں صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

**قادیانی**۔ میرزا صاحب کی کئی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اور انبیاء کے سوا کسی اور شخص کو غیب پر مطلع نہیں کیا جاتا۔ اس سے میرزا صاحب کو نبی ماننا پڑتا ہے۔

**محمدی**۔ پیشگوئی کو معیار صدق و کذب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ میرزا صاحب لکھتے ہیں:۔  
 بعض فاسق و فاجر۔ زانی غیر متدین۔ چور سرام خور خدا کے احکام کے خلاف چلنے والے  
 بھی ایسے دیکھے گئے ہیں۔ کہ ان کو کبھی کبھی سچی حواس آتی ہیں۔ (حقیقتہ الوحی)  
 وہ کامن جو عرب میں آنحضرت سے پہلے مکثرت تھے۔ ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام  
 ہوتے تھے۔ ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں۔ (صدا۔ ضرورۃ الالہام)  
 اس لئے کسی کی بعض پیشگوئیاں اگر سچی بھی ثابت ہوں۔ تو اسے نبی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ  
 ہے کہ وہ فاسق و فاجر۔ زانی۔ غیر متدین۔ چور سرام خور۔ خدا کے احکام کے خلاف چلنے والا اور  
 شیطانی الہام کا مورد کامن ہو۔ مگر آپ کے میرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی بھی ایسی نہیں۔ جو پوری ہوئی  
 ہو۔ البتہ بعض مہمل الہامات کے معانی میں کھینچ تان اور تاویل کے بعد بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا ثابت  
 کیا جاتا ہے۔ مگر حق بن نگاہیں اصل حقیقت کو تاڑ جاتی ہیں۔

میرزا صاحب کی ایک پیشگوئی بھی مشہور پیشین گوئیں کی کسی پیشگوئی کے مقابل میں بھی پیش  
 نہیں کی جاسکتی۔ جس صفائی سے چیریونے نے پیشینگوئیاں کہیں۔ اور جس صفائی سے وہ پوری ہوئیں۔  
 اس کی ایک مثال بھی کلام میرزا میں نہیں ملی سکتی۔

ملاحظہ ہو۔ تیج ویکی موزہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۶ء ص ۷۷ کا صفحہ بعنوان "پیریوں کی حیرت انگیز  
 پیشگوئیاں"۔ دھودھیاں :-

چیریوں کی حیرت انگیز پیشگوئیاں :- ابھی صرف چند ماہ گزرے ہیں کہ مشہور  
 پیشین گوئیں چیریوں جس کا اصلی نام کاوندٹ لونی ہیں تھا۔ فوت ہوا ہے۔ اس کی موت کے واقعہ نے



بہت سی مہم پیشین گوئیاں از سر نو سر نو دنیا کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ جو اس نے بعض سربراہان و وہ شخصیتوں کے متعلق کی تھیں۔ موجودہ کنگ ایڈورڈ ہشتم اور سنر پتین کے معاملہ نے بھی اس کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ چیریونے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ محبت کے معاملات ان کی تاج پوشی کو خطے میں ڈال دیئے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ چیریونے کی بہت سی پیشین گوئیاں حرف بہ حرف سچ نکلی ہیں۔ مگر یہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس پر اس قدر ہمتی نے یہ قدرت اور طاقت کیونکر حاصل کی تھی؟ بہر حال اس کی چند پیشین گوئیوں کا تذکرہ قارئین کی ضیافت طبع کے لئے مثلاً لکھا جاتا ہے۔

یوں تو چیریونے کی متعدد پیشینگوئیاں حیرت انگیز طریقہ پر صحیح ثابت ہوئیں تھیں لیکن ان میں بعض اہم واقعات یہ ہیں کہ اس نے پہلے ہی سے بتلادیا تھا کہ لارڈ کچنر کی موت پانی میں ڈوبنے سے واقع ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چیریونے کا تھا کہ کنگ ایڈورڈ ہفتم کی حیات ۶۹ برس ہے اور یہ بالکل صحیح ثابت ہوا۔ اٹلی کے بادشاہ مہرٹ کے قتل کی بھی صحیح پیشین گوئی چیریونے کی تھی۔

جولائی ۱۹۰۲ء میں کنگ ایڈورڈ ہفتم سخت بیمار تھے۔ اور زندگی خطرے میں بھی جاتی تھی۔ ملکہ الیکزینڈرا نے چیریونے کو بلوا کر دیافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ بادشاہ صحت یاب ہونگے۔ اور ان کی تاج پوشی ۹ اگست کو ہوگی۔ بالکل ایسا ہی ہوا۔

کنگ ایڈورڈ ہفتم جب پرنس آف ویلز تھے۔ تو انہوں نے چیریونے کو ایک روز اپنے کتب خانے میں بلایا اور ایک شخص کی جس کا نام اور پتہ پوشیدہ رکھ لیا گیا تھا۔ صرف تاریخ پیدائش چیریونے کو دے کر اس کا مستقبل دیافت کیا گیا۔ چیریونے جواب میں یہ الفاظ لکھ دیئے: "خواہ یہ کوئی شخص ہو، میری جگہ اور خوزیریل کی دہشت میں مبتلا رہے گا۔ اور آخر کار ۱۹۱۷ء میں شہر کے باعث موت کا شکار ہوگا۔"

یہ شخص زار اورس تھا جس نے خود چیریونے کو سن ۱۸۷۱ء میں سینٹ پیٹرز برگ بلوایا اور اسی کے ہاتھ کا لکھا تھا "چنانچہ مذکورہ بالا پرچہ دکھ لایا۔ چیریونے نے کہا کہ جو پیشین گوئی اس نے کی ہے وہ صحیح ثابت ہوئی۔ زار نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ میں تم سے خوش ہوں۔ کہ تم اپنے فیصلے پر اس طرح قائم رہتے ہو۔ چیریونے جو کچھ کہا تھا۔ وہ بالکل سچ ثابت ہوا۔ اور ۱۹۱۷ء میں انقلاب روس نے زار اورس کی حکومت کو ختم کر دیا۔

سینٹ پیٹرز برگ ہی میں چیریونے مشہور راہب راسپوٹین سے ملاقات کی جس نے اپنے آپ کو کوکس کا نجات دہندہ اور پیغمبر بتلائے ہوئے بھی چیریونے سے اپنا مستقبل دریافت کیا۔ چیریونے کو دیر تک خاموش رہا۔ اسی کی بہت مدد پڑی تھی۔ کہ ان ہولناک واقعات کو جو اسے ابھی سے نظر آ رہے تھے۔ راسپوٹین پر ظاہر کرے۔ راسپوٹین نے پھر پوچھا۔ کیوں کیا بات ہے؟ چیریونے جواب دیا مجھے معلوم

ہوتا ہے کہ کسی شاہی محل میں آپ قتل کئے جائیں گے۔ اور اس سلسلہ میں زہر خنجر اور گولی تینوں چیزیں استعمال کی جائیں گی۔ راسپوٹین نے اپنے زعم میں کہا کہ یہ چیزیں مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ راسپوٹین کبھی نہیں مر سکتا۔ لیکن چیریو کی پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ اس کے قتل میں یہ تینوں چیزیں استعمال کی گئیں۔ اور یہ واقعہ دنیا کے لئے ایک افسانہ بن گیا۔

موت کے علاوہ اب بعض دوسرے اور خوشگوار پیشینگوئیاں سنئے:۔ ایک روز ایک شخص اپنا مستقبل دریافت کرنے کے لئے چیریو کے پاس آیا۔ اس نے جواب میں حساب لگا کر بتلایا کہ:۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ جولائی ۱۹۱۷ء کو تم اپنے رب سے بڑے مقصدیں کا میناب ہو گے لیکن میرے خیال میں انیسویں تاریخ ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ جب چیریت نے یادگار کے طور پر اس شخص کے ہاتھ کا نشان طلب کیا۔ تو اس نے کہا جب یہ پیشین گوئی صحیح نکلتی گی۔ تو ہاتھ کا نشان دے دوں گا۔ یہ واقعہ ۱۹۱۷ء کا تھا۔ تین سال کے بعد لارڈ چیف جسٹس لارڈ رسل نے چیریو کو اپنے اجلاس پر بلایا اور کہا۔ اب میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں۔ میرے ہاتھ کا نشان لے لو۔ آج ۱۱ جولائی ۱۹۱۷ء ہے۔ اور آج ہی میں نے لارڈ چیف جسٹس کے عہدے کا لباس پہنا ہے۔ تمہارا پیشین گوئی صحیح تھی لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کیونکر تم نے یہ معلوم کر لیا تھا؟

چیریو کے متعلق بہت سی مزید دلچسپ روایتیں مشہور ہیں۔ میرٹھ سارا بریٹھٹ انگلستان کی بہت بڑی ایکٹریس تھیں۔ اور سرسہری اردنگ کے بعد شیکاگو پیر کے کرداروں کا پارٹ اس سے بہتر کسی نے نہیں کیا تھا۔ اس سے چیریو نے پیشین گوئی کی تھی۔ کہ تمہاری تمام کامیابیوں اور شہرتوں کے بعد تم سیکار ہو جاؤ گی۔ اور تمہاری زندگی کے چراغ ایک ایک کر کے آہستہ آہستہ گل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لنڈن کے کوئیم تعلیم میں سارا بریٹھٹ ایک تملشے میں پارٹ کرنے کے بعد دفعتاً سفارح ہو گئیں۔

مشہور نغمیہ اور رقاصہ بلبا کے متعلق چیریو نے یہ پیشین گوئی کی تھی۔ کہ اس کی شہرہ رت نہایت یابوسی اور تلخ کامی پر ہوگی۔ یہی ہوا۔ کہ ایک رات کو اس کی تمام نفاری اور زیور چوری چلے گئے اور وہ غریب ہو گئی۔

**تحفہ میراثیہ**۔ جریدہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۹۳۳ء کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں قیمت ۴۴

# حسن نظامی اپنے اہل و عیال میں

دہلی کے حسن نظامی صاحب دنیا میں آنکھ میں خاک ڈال کر اپنے آپ کو سنی و حنفی و صوفی ظاہر کیا کرتے ہیں۔ آپ دراصل تفتہ باز و فاضی اور صحابہ کرام کے خطرناک دشمن اور ہندوستان میں شیعیت مبلغ اعظم ہیں۔ آپ نے اپنی کتابوں میں حضرت عثمانؓ اور امیر معاویہؓ سیدنا عمر ابن العاصؓ بنغیرہ اشجہ و دیگر کلمہ صحابہ کی شان میں اس درجہ ہرزہ سرائی سے کام لیا ہے کہ کوئی غیرت مند سنی ایسی کتابوں کو ہاتھ لگانا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ خواجہ کے چند حواریوں نے کئی رسائل جاری رکھے ہیں۔ مولوی بشیر نظام المشاہدؒ رضوی درویش غرض کئی رسائل حسن نظامی کی خواجگی اور شیعیت کی خفیہ تبلیغ کے لئے سرگرم عمل ہیں حسن نظامی مبلغ اسلام ہونے کا بھی مدعی ہے۔ انھیں تو کو اسلام کا پیغام سننا ناچاہتا ہے۔ مگر ذات پات کی تقسیم سے شک اٹے ہوئے انھیں تو حسن نظامی جو پیغام دے سکتا ہے۔ وہ اسی کی زبان سے سننے۔ ملاحظہ ہو منادی ۱۳ نومبر ۱۹۳۶ء ص ۳۱۹ کالم ۳۔ سطر ۱۹ و ۲۰ جس میں مذکور اعلان کرتا ہے :-

سید آسمان ہوتا ہے جس میں چاند سورج اور تارے ہوتے ہیں

باقی سب زمین ہوتے ہیں جس پر ہم چلتے پھرتے ہیں :-

بہن مسلم برہمن کی کفر پر تو تسلیم کا اندازہ اسی ایک جملہ سے ہو سکتا ہے۔ برہمن بھی کہتے ہیں کہ ہم پرہما کے منہ سے پیدا ہوئے۔ اور اچھوت اس کے پاؤں سے لہذا ہم افضل ہیں۔ شودر کا حق ہے کہ ہمارے پاؤں کے نیچے ہے۔

اور اچھوتوں کو اسلامی مساوات کا درس دینے والا حسن نظامی بھی یہی کہتا ہے کہ سید آسمان ہیں اور باقی تمام مخلوق زمین ہے۔ آگے چل کر اسی کالم میں اعلان کرتے ہیں :-

سید آل رسول ہیں۔ اور غیر سید امتی ہیں۔

اس لئے سید سب سے افضل ہیں :-

لو ! اب سیدوں کو امت محمدیہ سے خارج کر دیا۔ بے شک شیعہ سید امت محمدیہ سے خارج ہیں مگر سنی سادات آقائے نامہ اہل علیہ وسلم کی غلامی کا دعویٰ رکھتے ہوئے امتی کہہ کر ان کے لئے فخر سمجھتے ہیں۔ خلفائے راشدین کے متعلق حسن نظامی صاحب لکھتے ہیں :-

”رسول اللہ نے حضرت علیؑ کی فرمایا تھا۔ لحمک لحمی تیرا گوشت میرا گوشت اور دملک دمی۔ تیرا خون میرا خون اور من کنت مولیٰ فعلیٰ مولیٰ جس کا میں مولیٰ ہوں۔ علیؑ بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ فرسٹ کلاس سسکینڈ کلاس اور تھرد کلاس خلفاء کے لئے ایسے الفاظ رسولؐ نے نہیں فرمائے تھے۔ فوقہ کلاس خلیفہ کو تو اپنا گوشت اپنا خون اور اپنے جیسا مولیٰ فرمایا تھا۔“ (سنادی ۱۳ نومبر ۱۳۶۶ء)

ہم خواجہ صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر لحمک لحمی اور دملک دمی والی روایت صحیح ہے۔ تو حضرت علیؑ کا نکاح فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور اپنے جیسا مولیٰ۔ حدیث کس لفظ کا ترجمہ ہے اور کیا خواجہ صاحب کی نظر سے وہ احادیث نہیں گذریں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمان رضی اللہ عنہم کو اپنے کان۔ اپنی آنکھیں اور اپنا دل فرمایا۔ کیا قرآن مجید کی وہ تصریحات جن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتقی الکبر ان اکبر حکم عند اللہ اتفاق کے ذریعہ ان کی افضلیت کا اعلان کیا گیا ہے۔ آپ کی چشم بصیرت کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔

لکھنؤ میں مدرج صحابہ کی تحریک کے متعلق ناصح مشفق بن کرسنیوں کو ارشاد فرماتے ہیں۔  
”مدرج صحابہ شیعوں کی ایک چال ہے۔ اور سنیوں کو احمق بنایا جا رہا ہے۔ کہ وہ گندگیوں اور دشمنان اسلام کے هجوم میں صحابہ کا نام اس طرح لیتے ہیں۔ کہ مدرج کی جگہ دم کا پہلو نکل آتا ہے۔ اگر احرار کیٹی والوں کے بابا دادا کا نام یوں سلوچنا۔ اور کچن وغیرہ ایئر ٹرسوں کے ناموں کی طرح لگی لگی دیکھا جاتا۔ تو وہ ذرا انصاف سے کہیں کچن خوش ہوتے یا خفا ہوتے۔ صاف ظاہر ہے کہ ان میں کچھ آدمی تقیہ بازرل لگے ہیں۔ جو مدرج صحابہ کی مڑ میں سیر بازار صحابہ کو رسوا کر رہے ہیں۔“ (سنادی ۱۳ نومبر ۱۳۶۶ء ص ۱۳۔ کالم ۱)

آپ کا مشورہ سرا نہ کہوں پر۔ مگر یہ مشورہ ذرا اپنے شیعہ بھائیوں کو بھی دیجئے۔ جو سیر بازار محرم کے دنوں میں گندمی کلیں اور دشمنان اسلام کے هجوم میں محذرات اہل بیت اور ائمہ سادات کا نام اہل طرح لیتے ہیں۔ کہ مدرج کی جگہ دم کا پہلو نکل آتا ہے۔ اہلبیت کی شکست اور یزید کی فتح کا ڈھنڈو دہرے پٹنے والے اصرار سال اعدائے اسلام کو اہل بیت کی ذات کا تماشا دکھانے والے آپ کے مشورہ پر عمل کریں۔ اہل بیت کی پاک بیبیوں کے نام بے ادبی کے ساتھ دشمنوں کے مجمع میں سلوچنا اور کچن کی طرح نہ لیں۔ جزع فزع کے جعلی مرثیے ان صبارہ و پاک دامن خواتین کی طرف منسوب نہ کریں۔ اور ان آپ کے قد آدم تبلیغی پوسٹر بھی سنیماتھڈ کے اشتہاروں کے ساتھ بازاروں میں آئندہ

چسپاں نہ ہوا کریں۔ اس میں اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ نیز آپ مسلمانانِ ہند کو ہدایت کر دیں کہ کسی دشمن اسلام کے سامنے کسی گندی گلی میں یا کسی عام میدان میں کسی وقت بھی خدا۔ اور اس کے رسول کا نام نہ لیں۔ کیونکہ اس طرح خدا اور اس کے رسول صلی ذمہ کا پہلو نکل آئیگا۔ امیبے۔ کہ مسلمانانِ ہند آپ کے مشورہ پر عمل کر کے ڈاکٹر مونجے۔ بھائی پرباں۔ سند۔ اور مہاسبھائی ہندوؤں کو اسلام کی ترقی کے خطر سے نجات دلائیں گے۔ اور آئندہ کے لئے تبلیغ اسلام کے امکانات دور ہوتے دیکھ کر اعدائے اسلام کے کمپ میں مسرت و شادمانی کے نغمے سنائی دیں گے؟

## خط قرآن اور شیعہ

شیعوں کے مذہب کا تمام دار و مدار خانہ ساز روایات پر ہے۔ قرآن مجید کے ساتھ اس فرقہ کی عداوت محتاج دلیل نہیں۔ مشرق و مغرب میں قرآن کی اشاعت کرنے والی جماعت یعنی جماعت صحابہ کے ساتھ ان کی دشمنی کی اصلی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ راویانِ قرآن کو مجروح و مطعون کر کے قرآن کی صداقت پر کاری ضرب لگائی جائے۔ اور دنیا کی نظروں میں قرآن کو مشکوک بنا دیا جائے۔ تحریفِ قرآن کا عقیدہ بھی اسی لئے تراشا گیا۔ متقدمینِ شیعہ میں سے صرف چار اشخاص ایسے گندے ہیں جنہوں نے دبی زبان سے عقیدہ تحریف کا انکار کیا ہے۔ ورنہ کتبِ شیعہ میں تحریفِ قرآن کی دو ہزار سے زائد روایات موجود ہیں۔ اور علمائے شیعہ کا اقرار ہے کہ ایسی روایات کو ان کے ہاں تو ان کا درجہ حاصل ہے۔ عداوتِ قرآن اور تحلیلاتِ الہیہ سے کنارہ کشی نے شیعوں کو اسلام سے دور پھینک دیا۔ ابنِ سبأ۔ یہودی کی منافقانہ خیال کا گمراہی۔ امت مسلمہ تفریق کا شکار ہو گئی۔ شیعہ کی قرآن سے بے رغبتی کی کھلی ہوئی دلیل یہ ہے کہ ان میں آج تک کوئی حافظِ قرآن ظاہر نہیں ہوا۔ ہندوستان میں کئی لاکھ شیعہ آباد ہیں۔ مگر عرصہ پچاس سال سے اہل سنت کے اس چیلنج کا جواب نہیں دے سکے۔ اور ایسا کوئی حافظ بھی کسی مجمع میں لانے کی ہمت نہیں کر سکے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ جس سینہ میں بعض صحابہؓ موجزن ہو۔ وہاں قرآن جاگزیں نہیں ہو سکتا۔ ایسے سینہ پر کیدہ میں قرآن کی محبت نہیں ہو سکتی۔ شیعوں نے اس الزام کو رفع کرنے کے لئے عرصہ بارہا سال سے لاہور میں مدرسہ الحفظ جاری کر رکھا ہے۔ اور گاہے گاہے اپنے کسی سوبیدی کے نام کے ساتھ

حافظ کا لفظ بھی بول دیتے ہیں۔ کلمتہ کے شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک حافظ پٹا دریں رہتا ہے اور پٹا در والے کہتے ہیں کہ مٹان کے ضلع میں ہمارے ایک حافظ صاحب ہیں۔ بالفرض اگر شیعوں میں تین چار حافظ موجود بھی ہوں۔ تب بھی ان کی قلیل تعداد شیعوں کے لئے قابل فخر نہیں۔ بلکہ ان کے محب قرآن نہ ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

فروری ۱۳۷۷ھ میں بمقام چانگچ الہر علاقہ چکوال اسی طرح کا اجتماع ہوا تھا جس میں شیعوں نے اپنے مبلغ حافظ کفایت حسین کو قرآن سنانے کے لئے مدعو کیا تھا۔ مگر پولیس کی مداخلت سے جلسہ منعقد نہ ہو سکا۔ وہاں کے ایک شیعہ فدا حین نے چوہدری خاں شہسی صوبیدار پر پانچ سو روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ کر دیا۔ ۵ نومبر ۱۹۳۶ء کو سب جج صاحب ہمارے چکوال کی عدالت میں حافظ کفایت حسین بطور گواہ پیش ہوئے۔ شیعوں کی طرف سے چوہدری ذکاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ نے دوران جرح میں حافظ مذکور سے قرآن مجید کے بیسیوں پارہ میں سے سورہ قصص پڑھنے کی استدعا کی۔ حکم حاکم مرگ مفاجات کے مطابق حافظ مذکور نے پڑھنا چاہا۔ مگر ایک رکوع بھی نہ پڑھ سکے۔ اور شرم و ندامت کی وجہ سے شیعوں پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اسی طرح شیعوں کا ایک ذاکر سہمی عبد العلی حافظ قرآن ہونے کا مدعی ہے۔ سینڈ داؤن خان میں اس شخص نے چالبازی سے کام لیکر اپنے آپ کو قرآن کا حافظ ظاہر کیا تھا۔ مگر اہل سنت نے مطالبہ کیا۔ کہ حالت نماز میں قرآن مجید سناؤ۔ اس پر عبد العلی اور اس کے حامیوں نے کامل سکوت سے کام لیا۔ اور اہل سنت کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

یہی عبد العلی صاحب موضع چچہر کھادی کے شیعوں کے ذریعے موضع بلو ضلع جھنگ میں حافظ قرآن ہونے کا دعویٰ لیکر پہنچا۔ سامانان بلو نے فوراً سنی حافظوں کو جمع کیا اور عبد العلی کو قرآن سنانے کی دعوت دی۔ مگر سنی حافظوں کو دیکھ کر عبد العلی صاحب گھوڑی پر سوار ہو کر وہاں سے چلے گئے۔

## جن خریداران

کے چندہ کی مبادی اس رسالہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے۔ براہ کرم اپنا زر چندہ بذریعہ سنی آرڈر سال فرمائیں۔ وی۔ پی میں ۳۰ روپے خیرات دیتے ہیں۔ فیچر



# نماز کا مقناطیسی اثر

(راز علانیہ جو دعویٰ طنططاوی)

طلب

بیسویں صدی کے آغاز میں تمام ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک اندرونی آزادی کرنے کے لئے حرکت کی اور انگلستان کے انجرامصری جرائد کے مطالبات نقل کرنے لگے۔ اسی زمانہ میں ایک انگریز مقالہ نگار نے اپنی رائے مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کی۔ انگریز کو اس وقت تک مصر سے کل جانا دست نہیں چنک، ملک کے تمام خواص اہل الرائے اور ارباب سیاست اخلاق و جذبات میں غلاموں و کسانوں کا رنگ اختیار نہ کر لیں۔ اس ملک کی سیاست کو چکا ہوں۔ اور دیکھ چکا ہوں کہ کسانوں جاہلوں اور خدمتگاران میں توصلہ رحمی و غریب و مساکین کی پرورش کا جذبہ خدا ترسی اور دینداری موجود ہے۔ لیکن مصر کا علم و ادب طبقہ دین کو خیر باد کہہ چکا ہے۔ شاگرد استادوں کے مقلد ہیں اور استادوں کی قید میں ہیں۔ ایک تو وہ جو درالعلوم کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو دوسرے مدرسوں کے تعلیم یافتہ ہیں۔ شیوخ کی کیفیت ہے کہ جب وہ دینیات کا درس دیتے ہیں تو طالب علم سبق کی طرف ذوالانتفات نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر ان پر توجہ اور عبادات سے بے غرض ہے۔ اور ان چیزوں کی اس کی نگاہ میں پریشہ کے برابر بھی قوت نہیں ہے۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم ملک کو ایک ایسی کچھ خلق اور بے کمال قوم کے ہاتھوں میں سپرد کر دیں؟ ایک شخص جس کا بیٹا و بیٹھیا ریاضی کے محفلین سے تھا۔ حسبِ اہل روایت کرتا تھا۔ اس نے بیان کیا۔ خدیوی عباس میرے لڑکے کو اپنے ولیعہد کا اہل حق مقرر کیا۔ اُس نے مجھے اپنی بیٹی سنائی۔ کہ میں ایک دن ایک بدھ فلاسفر کے ساتھ فرنیسیس برکس کے ناظر کے پاس بیٹھا تھا۔ وہ ہمارے لئے قہوہ لایا۔ تو میں نے نہ پیا۔ اُس نے پوچھا پیتے کیوں نہیں؟ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ اُس نے کہا۔ تم لوگ کب تک ان اوہام میں گرفتار ہو گے۔ کہا۔ (کہا) روزہ اور کہاں کی نماز۔ خدارا ان اوہام کو چھوڑو۔ اور مشرق کو ترقی کرنے دو۔ پس مشرق کے بیڑے کو تو وہی دینداری نے بٹھا کر رکھا ہے۔ تم جیسے مہذب لوگوں پر توجہ واجب تھا۔ کہ اہل ملک کو ان فتویات سے کنارہ کش ہونے کی ہدایت کرتے یورپ کو دیکھو۔ کہ ادھر دین سے دست بردار تھا۔ اور ادھر جہان کا سردار ہو گیا جب میرا بیٹا وہاں سے اٹھا۔ تو بدھ فلاسفر نے اُس سے کہا۔ یا سید آفری تو ار کے دن آپ مجھے فلاں گرجے کے پاس لیں۔ انوار کے دن جب ملاقات ہوئی۔ تو دونوں گرجے میں چلے گئے۔ (یہاں باقی آئندہ)



# ضروری گزاش

جن اصحاب کے خریداری بمزید میں درج ہیں۔ ان کی مدت خریداری اس مہینے پر ختم ہوئی ہے۔ ایسے حضرات براہ کرم آئندہ کیسے اپنا پیچہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اگر چند انخواندہ کسی مجبوری کی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ کارڈ دفتر شمس اسلام کو مطلع فرمائیں۔ خاموشی کی صورت میں ماہ فروری کا پرچہ بذریعہ وی۔ پی۔ اے ان کی خدمت میں ارسال ہوگا۔ جریدہ کی موجودہ نازک مالی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے مجاہد اصحاب کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست ہے کہ جریدہ کی سرکاری سے دشمنی نہ ہوں۔ فیچر۔ مہرہ ۲۵/۱۱/۲۵

جناب ایم محمد امیر صاحب ۶۶۹	جناب ایم۔ اے۔ بی صادق بکریں ۴۹۹	جناب بابو عبد الغفور صاحب ۱۰۴۲
سیاں فضیلین صاحب ۶۷۸	خلیفہ ولی محمد صاحب ۱۰۲۷	مشری علمدین صاحب ۱۰۴۳
مولوی محمد رفیق صاحب ۹۹۸	مولانا نور احمد صاحب ۱۰۲۵	بابو رحمت اللہ خان صاحب ۱۰۶۴
چوہدری منظور احمد صاحب ۹۹۹	ایم۔ اے۔ قریشی صاحب ۱۰۷۶	بابو محمد اسحاق صاحب ۱۰۴۷
مولوی محمد نور صاحب ۱۰۰۶	محمد عیسیٰ صاحب ۱۰۲۷	ایم۔ اے۔ امی۔ مامول صاحب ۱۰۴۵
سجاد الحق صاحب ۱۰۰۹	محمد فصیح الدین صاحب ۱۰۲۸	بابو محمد شفیع صاحب ۱۰۴۶
بیادور خان صاحب ۱۰۰۸	حافظ غلام محمد صاحب ۹۹۹	سید علی شاہ صاحب ۱۰۴۷
بابو فضل حق صاحب ۱۰۱۱	محمد کرامت علی صاحب ۲۹	مشری عبد الحزیز صاحب ۱۰۴۹
بابو اکرم صاحب ۱۰۱۲	محمد زین العابدین صاحب ۱۰۱۳	ایم۔ ای۔ جان صاحب ۱۰۵۱
خواجہ محمد عیسیٰ صاحب ۲۷۸	ایم۔ نبی بخش صاحب ۱۰۲۳	خدا بخش خان صاحب ۶۸۰
بابو شہاب الدین صاحب ۱۰۱۳	محمد عجب انصاری صاحب ۷۰۲	عبد المجید صاحب ۱۰۵۲
ایم۔ امی۔ خان صاحب ۱۰۱۶	حکیم مولوی محمد سعید صاحب ۷۰۵	بابو سلطان احمد صاحب ۱۰۵۳
ایم۔ ای۔ لالہ صاحب ۱۰۱۸	مولوی محمد عالم صاحب ۱۰۳۶	بابو عبد الزاق صاحب ۱۰۵۴
حافظ مختار احمد صاحب ۱۰۱۵	سید محمد علی صاحب ۱۰۳۷	مولوی میر احمد صاحب ۱۰۵۵
ایم محمد یوسف صاحب ۱۰۲۰	ایم رحمت علی خان صاحب ۱۰۳۸	مشری عبد الباقی صاحب ۱۰۵۶
محمد مصوم صاحب قریشی ۶۷۶	ایم۔ اے۔ (ناٹ لے براب) ۱۰۳۹	راجہ سردار خان صاحب ۱۰۵۸
ایم ابو بکر صاحب ۱۰۲۱	مولوی سلطان محمود صاحب ۷۹۲	ایم۔ اے۔ صالح صاحب ۱۱۰۶۰
نشیق عبد الصمد صاحب ۱۰۲۳	ایم فقیر محمد صاحب ۱۰۴۱	غلام حسن صاحب ۱۰۶۱